



مکتبہ ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before
taking it out. You will be res-
ponsible for damages to the book
discovered while returning it.

Rice

168576

Re. 1/- per day. Over Night Book Re. 1/- per day.

مجمع القرآن والآحاد

آل انڈیا اہل حدیث اور الاشاعت لاہور

(تثانی برقی پریس ہال بازار ام نسرین ماہنامہ ابرو ضلع اٹالہ پٹنہ جہی۔ پبلشر۔ عبدالقیوم سکریٹری انجمن اہل حدیث۔ لاہور۔ موزوں لاہور)

عرض حال

چند مخلص اصحاب نے جماعتی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے آل انڈیا اہل حدیث دارالاشاعت کے نام سے لاہور میں ایک نہایت مفید ادارہ قائم کیا ہے۔ ہندوستان بھر کے چہرہ اکبر اہل علم اور اہل قلم فدائیانِ کتاب و سنت کو دارالاشاعت کی مجلسِ منتظمہ کا رکن منتخب کیا گیا ہے۔

یہ دارالاشاعت ہریت بلند اور پاکیزہ مقاصد کے لئے کھلا ہے۔ قرآن و حدیث کی خدمت اولین فرائض میں داخل ہے۔ اردو ہے کہ توفیق الہی مختلف زبانوں بالخصوص اردو اور انگریزی میں قرآن، حدیث اور سیرت پر بہترین لٹریچر شائع کیا جائے۔

”جمع القرآن والاحادیث“ ان اسحاق مولینا ابوالقاسم صاحب سیف بناریسی اس مفید تبلیغی سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ حضرت مولینا سیف بناریسی نے نہایت محنت اور عرصہ قریبی سے کتاب کو تیار کیا ہے اور نہایت فراخ چمکی اور پختہ نگاہی سے اس کی اشاعت کے حقوق دارالاشاعت کو دینے ہیں، جس کے لئے دارالاشاعت حضرت مولینا موصوف کا صمیم قلب سے شکر گزار ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولینا نے اپنی یہ کتاب دارالاشاعت کے سپرد کر کے جس قربانی، ایثار و جماعتی پختہ نگاہ کا ثبوت دیا ہے، الفاظ اس کے ظہار و امتنان سے عمدہ برائیاں ہو سکتے۔ اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ مولینا محترم دارالاشاعت کو آئندہ بھی مہموں پر منت فرماتے رہا کریں گے۔

نیز ان تمام اصحاب اور ہر گول کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنہوں نے جمع القرآن الاحادیث کی طباعت کے لئے دارالاشاعت کی مالی اعانت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور توفیق دے کہ وہ دارالاشاعت کے کاموں میں زیادہ دلچسپی سے جھکیں۔ یہاں اس امر کا اظہار کر دینا غیر مناسب نہ ہو گا کہ یہ دارالاشاعت خالص جماعتی ادارہ کسی کی شخصی ملکیت نہیں۔ اس کا کام اور خدمت تمام جماعت الاحادیث کا کام اور خدمت ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے اصحاب دارالاشاعت کو اپنے مفید شعوروں سے مطلع فرماتے رہا کریں اور اس کی مطبوعات کی اشاعت میں جھکیں۔ چند روک تھام صرف ایک وسیع ہے خود روک تھام اور دوست احباب کو رکن بننے کی ترغیب دلائیں۔ اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو آپ اشاعت و تبلیغ میں شریک ہو سکیں گے، دوسرے جماعتی زندگی کی قسمت سے لطف اندوز۔

جماعت کے اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنی کتابوں کی اشاعت کیلئے دارالاشاعت کو پسند فرمائیں تاکہ جو کتاب شائع ہو جماعتی ضرور سے شائع ہو۔

سکرٹری آل انڈیا اہل حدیث دارالاشاعت لاہور

یکم نومبر ۱۹۳۶ء

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵	حضرت عبداللہ بن عمرو کا اپنا نسخہ قرآن	۳	دیباچہ: مصنف
۱۶	آنحضرت کا مکمل کلمہ کہ سائن میں ختم تو ان		پہلا باب: فصل اول
۱۶	دوسری لیل: آنکھوں کی عبادت تلاوت قرآن		جامع قرآن خدائے جہنم ہے: دلائل قہر
۱۶	تلاوت قرآن اللہ و رسول کی محبت کا عیشے	۶	دلیل اول: جمع قرآن بذمہ خدا
۱۶	دیکھ کر اور زبانی پڑھنے کا اجر	۷	کہ میں کتابت قرآن
۱۷	ابن عمر کا قرآن پڑھنا	۷	قرآن معجزوں کی صورت میں
۱۷	گھروں میں قرآن کی موجودگی	۸	کفار کہہ: عزت کتابت قرآن
۱۸	قرآن و رشتہ چھوڑنے کا اجر	۹	عبدالنبی میں قرآن کا حصہ صد و بیس مکتوبی
۱۸	صحابہ کے پاس متعدد نسخہ قرآن	۱۰	شرعاً قرآن صحابہ کی شہادت
۱۹	صحابہ کے پاس قرآن پڑھتے تھے	۱۰	دوسری لیل: قرآن کے نبیائے انور کا فلسفہ
۱۹	فقط قرآن کا اجر	۱۱	ترتیب آیات بوحی خدا
۲۰	تیسری لیل: آداب قرآن: ناپاک ہاتھ نہ لگاؤ	۱۱	ہر سورت کی سیم اللہ منزل من جانب اللہ
۲۰	چوتھی لیل: ہر وقت جگن شکر کہ میں قرآن	۱۲	تیسری لیل: کفار کا اقرار کتابت قرآن
۲۱	لے جانا منع ہے	۱۲	چوتھی لیل: سورتوں کی ترتیب بھی منشاء الہی ہے
۲۱	صحابہ کا آنحضرت کو قرآن سنانا		فصل دوم: دلائل از احادیث
۲۱	موجودہ ترتیب قرآن عبدالنبی کی ہے		دلیل اول: موجودہ قرآن کی ترتیب وہی ہے
۲۲	پانچویں لیل: آنحضرت نے قرآن مجید مرتب چھوڑا	۱۲	ہے جو عبدالنبی میں تھی
۲۲	فصل سوم: آثار صحابہ	۱۳	آنحضرت اور صحابہ کا طریق تلاوت قرآن
۲۳	عمر رسالت میں چار انصار کا قرآن جمع کرنا	۱۴	آنحضرت کا ہر سال دورہ قرآن
۲۳	قرآن کو سونے اور چاندی سے مزین کرنا	۱۵	آنحضرت کے آخری دور میں حضرت یثرب کی شرکت
۲۴	صحابہ کا قرآن جمع کرنا متعدد نسخہ قرآن کا ذکر	۱۵	حضرت یثرب نے اپنا نسخہ قرآن آنحضرت کو سنایا
۲۵	حضرت عثمان نے بھی عبدالنبی میں قرآن جمع کیا تھا		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶	یہود مدینہ وغیرہ سے متعلقہ تحریریں	۲۵	عہد نبوی کا یہ عثمانی نسخہ قرآن مسمیٰ ہجری تک تھا ہے
"	سند فاری کی آزادی کی تحریر نبوی	"	حضرت علی کا حدیثات میں قرآن جمع کرنا اور آنحضرتؐ پیش کرنا
"	آنحضرتؐ کے خطوط و فرمان و حبشہ میں انجمن کے نام	۲۶	حضرت ابوالدرداء وغیرہ مسمیٰ ہجری میں قرآن جمع کرنا
۳۷	رحمہ ری بانک کے نام آنحضرتؐ کا خط	"	حضرت ابیہریرہ کا قرآن لکھنا
"	راجہ کا قبول اسلام	۲۷	حضرت عقبہ صحابی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن میں ہجری میں
"	فہمہ حبشہ کے نام تحریر	"	اہل بیت المؤمنین کے قرآن
"	آنحضرتؐ کے خطرات میں سے حضرت زوریا لکھوانا	"	حضرت عائشہ کا یہ خط کہ انما زید میں مقرر کرنا
"	الہابان جوش اور ہج کے نام مہربان لکھوانا	۲۸	غیر مالک سے کہ قرآن نقل کرنے کیلئے مدینہ آن
۳۸	مسلم بن حارث کے واسطے وٹیں لکھوانا	"	حذرت ابوبکر اور عمر کے نسخہ اسے قرآن
"	حضرت معاذ کے نام تحریر نامہ لکھوانا	۲۹	قرآن مجید کی بازار میں خرید و فروخت
"	تحریری احکام	"	حضرت عمر کا حدیث میں قرآن کے ایک لکھنے پر مجبور
"	اہل یمن کے نام ایک اور تحریر نبوی: شہدائی نکتہ	۳۰	جمع نہد ماکتوبی: شیعہ کا ازالہ
۳۹	ہر قبیلہ کو غول بہا وغیرہ کے احکام لکھوانے	۳۱	خاتمہ: جمع عثمانی کی حقیقت
"	صناع صحابی کے نام تحریر	۳۲	اسم بقرآن
"	تحریری احکام نامہ		دوسرا باب کتابت و حدیث و جمع روایا
۴۰	تقسیم نمبر کے تعلق تحریر		فصل اول: آنحضرتؐ کے اقوال و افعال
"	بارگاہ نبوی سے اہل بن جوئے لے آئے تین نوشتے	۳۴	اہل بن جوئے کو حدیث لکھنے کا حکم نبوی
"	حدیث لکھنے والوں کو آنحضرتؐ کی بشارت	"	آنحضرتؐ نے حضرت علی کو چند احکام لکھوانے
"	حدیث مع سند لکھنے کا حکم	"	راغب بن ہدیج کو حدیثیں لکھنے کا حکم نبوی
۴۱	آنحضرتؐ کے حکم سے کتاب الصدوق کا لکھا جانا	۳۵	صحابہ کو حدیثیں لکھ لینے کا حکم
۴۲	فرات بن یونس کے تعلق عقل کتاب لکھنے کا حکم	"	عبداللہ بن عمر کو کتابت حدیث کا حکم نبوی
۴۳	علم حدیث کو ضبط تحریر میں لانے کا حکم	"	حضرت عطاء کے پاس آنحضرتؐ کی نوشت
۴۳	احادیث لکھنے کی عام اجازت	"	شمارہ کے نام آنحضرتؐ کی تحریر
"	فصل دوم: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل	"	مسلمانوں کے نام لکھنے کا حکم نبوی
۴۴	مغیرہ بن شعبہ کا ایک حدیث لکھنا	۳۶	نشر الخط صلح حدیبیہ کا لکھا جانا
"	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا حدیث لکھنا	"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹	وہب بن منبہ کا احادیث لکھنا	۴۴	ابو سلمہ کا حدیث لکھنا
"	سلیمان بن قیس شکاری کا احادیث لکھنا	"	ابو بکرہ بن کا اپنے بیٹے سے حدیث لکھوانا
"	سلیمان بن عمرو کے والد کا لکھا ہوا	"	عبد اللہ بن اوفیٰ کا حدیث لکھنا
"	نسخہ حدیث	"	ابو سعید خدریؓ کا حدیث لکھنا
"	عروہ کا مجموعہ احادیث	"	جابر بن سمرہؓ کا حدیث لکھنا
"	طاؤس کا مجموعہ احادیث	"	رائع بن خدیج کا حدیث لکھنا
"	زہری نے چار سو حدیثیں خلیفہ ہشام کے لئے لکھیں	۴۵	حضرت ابن عباسؓ کا حدیث لکھنا
"	ابو بردہ کا حدیثیں لکھنا	"	حضرت انسؓ کا حدیث لکھ کر آنحضرتؐ کو سنانا
۵۰	سعید بن جبیر کا حدیثیں لکھنا	"	حضرت انسؓ کا اپنے بیٹوں کو حدیث لکھنے کا حکم
"	غترہ کا حضرت ابن عباسؓ سے احادیث لکھنا	۴۶	حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا آنحضرتؐ کے پاس بیٹھ کر حدیث لکھنا
"	بشیر بن نہیک کا حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث لکھنا	"	آپ کے مجموعہ حدیث کا نام "صحیفہ مصدقہ" تھا
"	ہمام بن منبہ کا مجموعہ حدیث	"	حضرت ابوہریرہؓ کی جمع کردہ کتب احادیث
۵۱	امام زہریؒ سب حدیثیں لکھ لیتے تھے	۴۷	بشیر بن نہیک کا حضرت ابوہریرہؓ کے نسخے سے حدیث نقل کرنا
"	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا حکم جمع حدیث	"	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مجموعہ حدیث
"	سعد بن ابیہم کا حدیث لکھنا	"	حضرت ابو بکرؓ کی کتاب میں پانچ صد احادیث
۵۱	ابو بکر بن عزم کا حدیث لکھنا	۴۷	مکتوب تھیں۔
۵۲	امام زہریؒ کا حکم خلیفہ عمر ثانیؓ فی احادیث لکھنا	"	حضرت عمر فاروقؓ کا حدیث لکھنا
۵۲	تالیف و جمع حدیث کے تین دور	"	حضرت علیؓ کا خود حدیث لکھنا اور دوسروں کو لکھنے کا حکم
۵۳	تحقیق روایت منع کتابت احادیث	۴۸	فصل سوم: تابعین کا عمل
۵۴	حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فیصلہ	۴۸	نافع کا عبداللہ بن عمرؓ سے حدیثیں لکھنا
۵۷	ذریعہ (انڈکس)	"	عمر بن عبداللہ بن ارقمؓ کا حدیث لکھنا
		۴۸	عبداللہ بن محمدؓ کا حضرت جابرؓ سے احادیث لکھنا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قَالَ اللَّهُ

إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهَا وَقُرْآنُهَا

اللہ نے فرمایا کہ اس قرآن کی رپیہ و پی ہمارے ہی ذمہ ہے (۱)

شہد الحمد والمنة کہ رسالہ نافعہ

مکسومہ ہے



دُخَانُ الْمَوَارِثِ

فی الدلالة علی ثبوت

مَجْمَعُ الْقُرْآنِ الْمَحْمَدِ

از تازہ افادات

مولانا الحاج مولوی ابوالقاسم محمد خان صاحب سیف محمدی بنارس

نَاشِرُ

آل انڈیا اہل حدیث اور الاشاعت لاہور

قیمت ۶

اشاعت نمبر (۱)

بار اول

۱۲۰

۲۰۶ ۱۲۰

۱۲۰ ۲۰۶

۱۲۰

۱۲۰

۱۲۰

۱۲۰

سکرٹری آل انڈیا اہل حدیث اور الاشاعت لکھنؤ

نے

نئی برقی پریس، ہال بازار، اترسریس، باہتمام ابوحنیفہ عظیم

پرنٹر مسیح کرائی

۱۲۰

۱۲۰

دیباچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اورثنا علمه النبوي ومن وسع به لنا احسن الامور ايثم * وَالصَّلَوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ الَّذِي اَوْفَى بِوَامِعِ السَّكَّةِ وَخَيْرِ الْاَحَادِيثِ * وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ
وَالْمُحِبِّينَ الَّذِينَ وَرَّثُوا الْعِلْمَ وَصَارُوا اَبْدَ مَلَائِكَةٍ * وَعَلَى اتِّبَاعِهِمُ الَّذِينَ اشَاعُوا
سُنَنَ نَبِيِّهِمْ وَقَبَّلُوا اَهْلَ الْبَيْتِ كَالْبِرِّ اَعْيَشَ * **اَمَّا بَعْدُ** پہلے آیتیں جو آسمانی
کتابوں کی رشت بنی تھیں، وہی اُن کتابوں کی محافظ بھی مقرر کی گئی تھیں، جیسا کہ قرآن کی سورہ مائدہ
میں بیان ہوا ہے اسْتَحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ (وہی لوگ کتاب اللہ کے محافظ
بنائے گئے اور وہی لوگ اس کے کتاب خدا ہونے پر شہادت تھے) لیکن اُن لوگوں نے نفسانی خواہشوں اور
دنیا کی لالچوں میں پھنس کر اُن کتابوں کو پہنچت ڈال دیا تھا جیسا کہ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۸۷
میں فرمایا قَدْ يَذَّبُوهُ وَرَأَى ظُهُورُهُمْ اَشَارُوا بِهٖ شِمًا قَدِ لَئِلًا (انہوں نے کتاب اللہ کو اپنی
پٹھ کے پیچھے ڈال دیا اور اُس کے عرصے دنیا کی منافع قلیل لے بیٹھے) یہی نہیں بلکہ اس کتاب میں من مانی
تحریریں بھی کرنی شروع کر دی تھی جیسا کہ سورہ مائدہ (آیت نمبر ۱۳) میں ارشاد ہوا ہے يُخَوِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ
مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرَ وَابِهٖ زُكُمَاتُ كُو اس کی جگہ سے بدلتے اور جن امور کی نصیحت کیے
گئے تھے اُس کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے تھے) اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخر میں ایسی ایک کتاب نازل فرمائی
جس کی حفاظت کا بار سچائے اس کے کہ کسی انسان کے کاندھوں پر ڈالاجاتا خود اپنے ذمہ لے لیا اور
سورہ حجر (آیت ۴) میں فرمایا اِنَّا نَحْنُ اَنْزَلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُونَ (ہم ہی نے اس

نصیحت نامہ کو بھیجا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں) پس جب قرآن مجید کا محافظ وہ خود
 ہوا تو اسی کو اس کا جامع بھی ہونا چاہئے تھا، چنانچہ اُس نے اس کا بھی ذمہ لیا اور سورہ قیامتہ (آیت ۱۰)
 میں علان فرمایا اِنَّ عَلَیْكَ جُمُعًا وَاَنْتَ لَا تَبْعُ رُبَّ شَكٍّ ہمارے ہی ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور ترتیب
 دینا) سب معان میں جملہ جملہ ۶

مسلمان مصنفین اور واعظین نے چونکہ ان امور پر غور نہیں فرمایا اس لئے اُن کے قلم اور زبان سے
 بکثرت یہ جملہ شائع ہو کر مشہور ہو گیا کہ ”قرآن مجید کے جمع کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔“ (حالانکہ
 وہ محض ناقل اور ملکوں میں اس کو پھیلانے والے تھے) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخالفین اسلام کو ایک سند
 باقی آئی اور اعتراضات کی ذیچہ اثر شروع کر دی، عیسائی حضرات نے اس میں سب سے سختی کی انہوں
 نے دیکھا کہ خود تو ہم اصلی صحیفہ تائید کھو چکے ہیں، لہٰذا سناؤں کی انسانی کتاب قرآن کو بھی ہم غیر مسلمی کنا
 شروع کر دیں، چنانچہ اُن کے یادر دہان درمغفوں نے شروع کر دیا کہ قرآن مجید ناقص ہے، یہ
 انسانوں کا جمع کیا ہوا ہے اللہ ای بھی غیر معتبر ہے۔ اور ثبوت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جامع قرآن ہونے کا
 حوالہ پیش کیا۔ چنانچہ زمانہ حال کا مشہور عیسائی مصنف پادری اکبر مسیح اپنی کتاب تاویل القرآن کے
 تیسرے باب ص ۲ میں تاریخ قرآن پر یوں لکھتے ہوئے لکھتا ہے :-

”موجودہ قرآن خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرتب کیا ہوا ہے جو کہ اس قرآن کا کچھ
 محفوظ اساجتہ ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتر ا تھا۔ قرآن مجید کا ایک بڑا مقدمہ
 ساقط ہو گیا اور جو بچ گیا وہ بذمہ سب سے مرتب ہوا۔“

اسلام کی نئی بد مقابل سوسائٹی جو آریہ سماج کے نام سے مشہور ہوئی اس نے بھی عیسائیوں
 کی پوری کاسہ لیسلی کی۔ چنانچہ اگر کے اخبار ”آریہ مسافر“ میں پنڈت بھوجدت آنجنانی اڈیٹر نے
 ایک طویل مضمون لکھا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

”قرآن العالی کتاب نہیں ہے بلکہ وہ انسانی دماغ کا نتیجہ ہے اور صحابہ کی ترتیب کی ہوئی کتاب ہے“

اس لئے میں نے مارچ ۱۹۲۲ء میں ایک مضمون جمع قرآن کے متعلق لکھ کر انبار المجاہدین اور تیسرے جلد ۱۹ کے نمبر ۱-۱۵-۲۰ میں شائع کرایا اور آخر میں وعدہ کیا کہ اسی چیز کو تفصیل سے رسالہ کی صورت میں شائع کروں گا۔

خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی توفیق بخشی اور مجھے اسباب میں غرق نہ کیا۔ میں نے اس کتاب کو دو بابوں میں منقسم کیا ہے۔ باب اول جو تین فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس میں بدلائیں واضح ثابت کر دی گئی ہیں کہ موجودہ قرآن مجید اسی ترتیب کے ساتھ نبوی میں جمع کیا جا چکا تھا۔ دوسرے باب میں اس امر کا ثبوت ہے کہ احادیث نبویہ آخری زمانہ رسالت اور بعد صحابہ میں کتابی صورت میں جمع کی جا چکی تھیں نہ کہ دوسری صدی ہجری میں مدون ہوئیں جیسا کہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ متوکلا علی واہب الخیر واجود۔

راقم

محمد ابوالقاسم

ماہ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ

پہلا باب

جو قرآن مجید اس وقت مائے حق میں ہے وہ بعدہم وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کی معرفت اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا، اور اسی ترتیب پر ہے جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمد سعادت ہمد میں لکھ لیا، صحیفہ کرام کو یاد کرایا، اور خود پڑھا۔ نہ اس کے کلمات میں کبیشہ موٹی نہ اس کی ترتیب میں تبدیلی ہوئی۔ اس دعوے کی دلیلیں ذیل کی فصلوں میں ملاحظہ ہوں:-

فصل اول

جامع قرآن خدا سے تمین ہے۔

دلائل قرآنیہ

دلیل اول۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَّحْمَةً عَلَيْنَا جَمَعْنَاهُ قُرْآنًا (الفصّٰہ: ۱۷) اس آیت میں تاکید جملہ کے لئے رَدِّ اور سر کے لئے عَلَيْنَا مقدم کیا گیا ہے، مطلب یہ ہوا کہ جمع قرآن صرف ہمارا ہی کام ہے اور ہم اسے ضرور رکریں گے۔ جمع کی صورتیں دو اور صرف دو ہی ہیں:-
(۱) جمع صدر یعنی سینوں میں محفوظ ہونا۔

(۲) جمع مکتوبی یعنی تحریر کی صورت میں جمع ہونا۔

اول یعنی جمع صدر کی بابت ارشاد ہے بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِيْ صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ (نحس: ۹۹) یعنی یہ کتاب روشن آیات کا مجموعہ ہے جو علم والوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ دوم یعنی جمع مکتوبی (جو ہمارا مضمون ہے اس) کی بابت آیات ذیل ملاحظہ ہوں:-

فیه لعلہ القراطیس عندہم یعنی چوڑی ہڈی جس پر لوگ کاغذ کی کمی کی وجہ سے لکھا کرتے تھے رکافہ کا رواج مجاز میں خلیفہ اول کے وقت سے ہوا ہے اور سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پورے قرآن مجید کو کاغذوں پر لکھوایا ہے، جیسا کہ نول میں ہے جمع ابوبکر القرآن فی قراطیس (دیکھو فتح الباری ص ۳۳۳) اور وقت کے باسے میں صحیح بخاری میں آیا ہے کہ جب آنت لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ اللّٰہِ نازل ہوئی تو آنحضرت (ص) نے فرمایا ادع لی نسیئاً ویجیعی بالکوح والدواة والکف (ابو بکر بلانی ص ۳) یعنی زید کو بلاؤ (اور کہہ دو کہ قلم اور دوات اور شانہ کی ہڈی لے کر حاضر ہو۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید لوح یعنی چوڑی ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا۔ پھر بغفلت رکھ دیا جاتا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فی لَوُحٍ مَّخْفُوظٍ ۔

یہاں تک نئی آیتوں کا ذکر تھا جن سے مکہ معظمہ میں قرآن مجید کی کتابت بغفلت کا حال معلوم ہوا اور اس کا اقرار کفار مکہ کو بھی تھا کہ محمد (ص) قرآن لکھوایا کرتے ہیں جیسا کہ مکی سورت سورہ فرقان (آیت ۵) میں اَلْکِتٰبَ صَافٍ مَّجِیدٍ موجود ہے مفصل تیسری دلیل میں ملاحظہ ہو۔ علاوہ ازیں مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ تمام کتب تاریخ و سیر و کتب احوال صحابہ میں مرقوم ہے کہ وہ اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر گئے اور ان کو لکھا ہوا قرآن پڑھتے ہوئے پایا، آخر میں کہنے لگے اعطونی الکتاب الذی عندکما اقرآہ (رواقطنی ص ۵۷) یعنی یہ لکھا ہوا قرآن جو تمہارے پاس ہے ذرا مجھے دینا، میں بھی اُسے پڑھوں معلوم ہوا کہ مکہ سے ہی صحابہ میں قرآن لکھنے کا رواج ہو گیا تھا۔ یہ واقعہ ایسا مشہور ہے کہ سرولیم میور (۔۔۔) William Muir) انگریز نے بھی اپنی کتاب لائف آف محمد جلد اول ص ۵۷ مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ ”جب اُس زمانہ میں قرآن کی نقلیں لکھ لی جاتی تھیں تو پیغمبر اسلام کے قوت پانے کے بعد قرآن کے نسخے بکثرت بڑھ گئے ہوں گے۔“

مَدَنی آیات۔ اب بعض مدنی آیتیں ملاحظہ ہوں جن میں قرآن کے مکتوب ہونے کا بہت زیادہ

ذکر ہے۔

(۴) رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَشْلُوكُ صُحُفًا مَّطَهَرَةً (حِجَّة: ۲) یعنی اللہ کے رسول نوشتہ پاک کی کتابت فرماتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر فتح الباری میں یوں مرقوم ہے قد اعلم الله في القرآن بانه مجموع في الصحف في قولها يَشْلُوكُ صُحُفًا مَّطَهَرَةً الآية وكان القرآن مكتوبا في الصحف ابداً یعنی اللہ نے آیت مذکورہ میں خبر دی ہے کہ قرآن مجید صحیفوں میں مکتوب و مجموع ہے۔

(۵) سارے قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر اس کتاب کا نام انکتاب (یعنی مکتوب) آیا ہے۔ شروع میں ہی ہے۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (بقرہ: ۲) اس کتاب میں شک کا دخل نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وفہ کے موافق دونوں مذکورہ سورتوں (جمع صدر: جمع کتبہ) کے ذریعہ سے قرآن کو زمانہ نبوت ہی میں نبی کریمؐ کو دیا تھا، ورنہ دونوں سورتوں کو باہم اس لئے مقرر فرمایا کہ بسا اوقات کتابت میں غلطی ہو جاتی ہے تو اس کی اصلاح غبطہ صدر (حافظہ) سے ہو جائے گی۔ اور جانفہ میں فیضان یا وہ آیت ہو تو غبطہ کتاب سے غلطی رفع ہو جائے گی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفاظت قرآن کے لئے ہر دو امور (غبطہ صدر و غبطہ کتاب) کا بہت خیال رکھتے تھے صحابہ کرام کو یاد بھی کرتا دیتے رہنا نچہ حدیث بیہودہ میں جو بشر قرآنؐ پر یاد ہوئے ان تمام کی بابت فتح الباری میں ہے، تدبیر اللہ خیر و اعظم غلط القرآن (پ) (یعنی ریشتر صحابہ قرآن کے مشہور حافظوں میں سے تھے) اسی طرح ان کو کھوا بھی دیتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث زید کو لکھنے کے لئے ہمارے کی اور گزری اور آئندہ بھی مذکور ہوں گی انشاء اللہ۔

سورۃ فرقان آیت ۳۲ میں فرمایا وَ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي كُنَّا نَقُولُ عَلَيْهَا الْقُرْآنُ دوسری دلیل {جُمْلَةً ذَاتُ أَحَدَةٍ} یعنی کافروں نے کہا کہ سارا قرآن محمدؐ پر ایک ہی بار کیوں نہ آتا رہ گیا؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تھوڑا تھوڑا اتارنے کی دو وجہیں بیان

رہائیں کہ ایک منقبت ہے، فَذَكَرْنَا وَرَكْنَا شَرِيحًا (۲۰۰: ۲۵) ازل تثبیت نور، یعنی ضبط صمد
دوم تریل یعنی ضبط کتابی۔ تریل لغت میں چمنیں ہشتیار کو عمدہ طور پر با ترتیب رکھنے کو کہتے ہیں قاری کا
میں ہے الذین، حسن مناسق اشیاء۔ اساس البلاغت میں تریل کے معنی حسن تالیف بھی
مذکور ہیں۔ اور حسن تالیف کی ایک صورت یہ ہے کہ جن کلمات کے کلام مرکب ہو، ان کو مضمون نوری میں
مناسب موضع پر رکھا جائے، اور یہی ضبط کتابی ہے۔

ترتیب آیات { آیت مذکورہ - سے ہر امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ محمد صمد اور جمع مکاتوبی ہر دوسری آیت کی ترتیب بھی اللہ تعالیٰ کی مقرر فرمائی ہوئی ہے - اس کا بیان اس طور پر ہے کہ آیات کا نزول حسب ضرورت ہوا کرتا، لیکن جمع کی ترتیب جس کا ذکر اس حدیث میں ہے کان النبی مر، مستان میں علیہ الاشیاء فبدأ بعد بعض من یکذب، لہ وایتوں کے وضع ہذا الآیۃ فی السورۃ الثانیہ لیکر فیہا کذا وکذا (رواہ ابوداؤد) یعنی آپ پر جب آیتیں اترتیں تو کاتب کو بلا کر فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں لکھو - یہ ترتیب (اللہ تعالیٰ ہی کو) اپنے لئے تھا، ہوتی - جیسا کہ سورہ کہف آیت ۹۸ میں فرمایا مَا یَنْهٰی عَنْ اَنْ یَّکُوْنَ اِنْ شِئَا مِنْ ذٰلِکَ لَیْسَ بِشَیْءٍ لِّیْ دِیْنٍ مِّنْ شَیْءٍ جو کچھ آپ فرمائیں وہ صحت وحی کا اثر ہوتا ہے، آپ کی خواہش کو اس میں دخل نہیں ہے - مینا چاہے ابن عباس ورنہ سے مروی ہے کہ جب سیت وَ اَنفَعُ کُیُوْمًا وَ اَمْرًا لِّیْ وَ لَیْسَ لَیْکَ اَمْرٌ اَنْ یَّکُوْنَ اِنْ شِئَا مِنْ ذٰلِکَ لَیْسَ بِشَیْءٍ لِّیْ دِیْنٍ مِّنْ شَیْءٍ عَلٰی رَاسِکَ وَ اَمْرًا لِّیْ وَ لَیْسَ لَیْکَ اَمْرٌ اَنْ یَّکُوْنَ اِنْ شِئَا مِنْ ذٰلِکَ لَیْسَ بِشَیْءٍ لِّیْ دِیْنٍ مِّنْ شَیْءٍ علیہ وسلم - کہ اس آیت کو سورہ بقرہ کی ۲۰ و س آیت کے بعد لکھو ایسے گام مجودہ قرآن میں اس آیت کا نمبر ۲۸۱ ہے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی ایک ایک آیت نمبر وار اور ترتیب سے ہے نیز یہ ترتیب توقیفی یعنی بن جانب اللہ ہے - علاوہ ازیں سنن ابی داؤد میں آیا ہے کان النبی مر (لا یعرف من فضل النورۃ حقاً) تَنْزِیْلَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی جب تک کہ بسم اللہ نہ اترتی آپ کو سورہ پوری ہو جاتی

کا علم نہیں ہوتا تھا مسئلہ ۱۵، اس روایت سے میں باتیں ثابت ہوتی ہیں :-

(۱) ہر سورۃ کی بسم اللہ من قبل ان اللہ اور آیت قرآنی نیز اس سورۃ کا جو ہے ۔

(۲) جب کہ بسم اللہ ایک سورۃ کی ابتدا اور دوسری سورۃ کی ابتدا کی علامت ہے ۔ تو

جب تک سرورۃ کی آیتیں شروع سے آخر تک کسی خاص ترتیب میں مرتب نہ ہوں

کسی خاص سورۃ کے خاتمہ کا علم نہیں ہو سکتا ۔

(۳) سورۃ ان کا فصل وہی ربانی سے ہے، احتیاج نہیں ہے ۔

حاصل کلام یہ کہ ترتیب آیات کا نہ خود قرآن سے ثابت ہے، قرآن خود شہادت دیتا

ہے کہ وہ زمانہ نزول میں لکھا جاتا رہا ہے ۔ اور روایت بالاسات صاف ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت (ج)

قرآن کو نزول سے اہتمام سے لکھواتے تھے ۔ اثنان میں سے کتبۃ القرآن لیست بعد شرفانہ (ص)

کان یا نہ روایت بتاؤ (فہ ۱۸) یعنی قرآن کا نسخہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اسے خود اپنے حکم سے لکھوایا تھا ۔

کفار و منافقین اسلام کو بھی اس بات کا اقرار تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن

تیسری دلیل لکھواتے ہیں کیا کہ قرآن میں ان کا مقولہ منقول ہے وَقَالُوا سَاطِرُ السَّاعَةِ لَنُكَلِّمُنَّ

الَّذِينَ هُمْ يَكْفُرُونَ (فہ ۵) یعنی کافر کہتے ہیں کہ یہ قتلے ہیں پہلوں کے

جن کو آنحضرت (ج) نے لکھوایا ہے، پس یہ لکھ کر سنائے جاتے ہیں آپ کو ہر سچ و شام ۔ طبرانی (درسطح میں

ہے حضرت زید کا تب ذکر دیتے ہیں فاذا فرغنا قال افرء فافترء فان كان فيه سقط اقامه

(بمعنی الزائد مسترح) یعنی میں جب لکھ چکتا تو آپ فرماتے کہ اسے سنو میں پڑھتا، اگر اس میں کوئی

غلطی ہوتی تو آپ اس کی اصلاح کر دیتے پس دیکھو قرآن مجید کے لکھے جانے کی بابت کافروں نے

جو کہ لکھا وہ واقعہ کے کس قدر مطابق تھا ۔

چوتھی دلیل { قرآن مجید میں کسی آیت یا سورۃ کا جو حوالہ دیا جاتا ہے وہ بھی موجودہ جمع و ترتیب کو میں
جانب اللہ ثابت کرتا ہے، چنانچہ سورۃ ہود میں فرمایا قُلْ مَا خَلَقْتُكُمْ اُنْثٰی بَعَثْتُكُمْ اُنْثٰی مِثْلَہٗ مُنْثَرٰی ایت
آیت ۳۰، یعنی اے آدموں! میں نے تمہیں اس کے مثل گھڑ کر۔ یہ حکم سورۃ ہود میں دیا گیا ہے جو گیا صوبوں سورۃ
ہے اس سے پیشتر واقعی دس ہی سورتیں ہیں۔ اسی طرح سورۃ نساء میں فرمایا وَمَا یَسْتَلِ عَلَیْکُمْ فِی
الْکِتَابِ فِیْ بَیْئٰحِ النِّسَآءِ اٰیٰتِ ۱۲، اس آیت میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ علی اختلاف اذ قال
آب میراث یا اَلْوَالِیُّمَا عَلٰی اَمْوَالِہُمْ اٰیٰتِ ۱۲ یا وَ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ تَقْسِمُوْا فِی الْبَیْئٰتِ اٰیٰتِ ۱۳
ہے۔ اور سب آیتیں اسی سورۃ کی ہیں اور پہلے واقع ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس سورۃ حج میں فرمایا وَ
اٰتٰتِ لِّکُمْ اَنْ تَعْلَمُوْا اَلَا مَا یَسْتَلِیْ کُنْزِ اٰیٰتِ ۳۰، اس آیت میں جن حرام جانوروں کی آیتوں کا ذکر
دیا گیا ہے وہ سب اس سورۃ سے پہلے کی سورتوں میں واقع ہیں یعنی سورۃ البقرہ، سورۃ مائدہ، سورۃ
الغام اور سورۃ نحل۔ اس کے بعد کسی سورۃ میں تا آخر قرآن نہیں ہیں۔ اسی حسن ترتیب کے لحاظ سے
قرآن مجید کو "کلام موصول" بھی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ
یَتَذٰکُرُوْنَ (تغلق: ۵۱)۔ فشد کر ۔

فصل دوم

دلایل زاحدیت

چوتھا قرآن مجید ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ بلحاظ کلمات و ترتیب وہی ہے جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ تھا، صحابہ کو حفظ کرایا تھا اور اپنی زندگی میں لکھوایا تھا نیز
بطور رد و وظیفہ کے اسی کی تلاوت کرتے تھے۔ اس دعویٰ کی دلیلیں نمبر وار ملاحظہ ہوں :-

دلیل اول

۱۔ مسند احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفد بنی ثقیف کے پاس شب کو جا کر ان کو قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک شب کو آپ رسول کے خلاف یہ کر کے تشریف لائے تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ وجہ تاخیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا انہ طرء علی حزقی من القرآن فکفہت ان احییئحتہ اندہ، قال اوس۔ سألته لاصحابہ کیف تحزبون القرآن قالوا ثلاث وخمیس و سابع و تسع و احادی عشق و ثلاث عشق و حزب المفضل و حدی (ابوداؤد)

ما بحرب القرآن یعنی میری کچھ منزل قرآن مجید کی پڑھنے سے رہ گئی تھی تو مجھے پسند نہ آیا کہ اسے ناتمام چھوڑ کر آؤں۔ اوس رنہ اصحابی راوی حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا کہ آپ لوگ قرآن کی منزلیں کیسے پڑھا کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا منزل یہ ہیں تین سورتیں [فاتحہ سے ماندہ تک۔ گو یہ چار سورتیں ہوتی ہیں، لیکن اس میں سورہ فاتحہ کا ذکر مستغناء نہیں کیا ہے اس لئے کہ وہ اُمُّ الْقُرْآن (مستقل قرآن) ہے اور نہ ہو رہے) پانچ سورتیں ماندہ سے یوس تک (سات سورتیں) یونس سے بنی اسرائیل تک (نوسورتیں) بنی اسرائیل سے شعرا تک (گیارہ سورتیں) شعراء سے والصفات تک (تیرہ سورتیں) والصفات سے سورہ قاف تک (اودہ منفصل سورتیں) قاف سے آخر قرآن تک (۵ سورتیں) بمفصل کہلاتی ہیں) سب کی سب ایک دفعہ انتہی۔ (کیونکہ بالآخر)

اس روایت سے قرآن پاک کی سات منزلیں ثابت ہوئیں جو خبی بشوق کے نام سے مشہور ہیں اور موجودہ قرآن میں اسی طرح ہیں جس طرح صحابہ کرام عہد نبوی میں قرآن مجید کی منزلیں رکھنے اور پڑھتے تھے۔ کیونکہ راوی حدیث اوس بن حذیفہ خود صحابی ہیں اور ثقیف کے اس وفد کے ایک فرد ہیں جو فلافک مدینہ رمضان ۳۵ میں غزوہ تبوک کے بعد آیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ شب کے وقت ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ چنہ دنوں کے بعد یہ لوگ واپس چلے گئے پھر عہد نبوی میں دوبارہ مدینہ نہ آ سکے۔ لہذا اوس نے اسی زمانہ میں ان صحابیوں سے منازل قرآن لے کر پوچھ لیا تھا۔

جن کو محبت پیغمبر علیہ السلام میں کئی سال گزر چکے تھے۔ نیز اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی القرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے، اور اسی کے آپ ماسور بھی تھے۔

قال اللہ :- اَنْتُمْ مَّا اَدَجْتُمْ اَنْتُمْ مِنَ الْکِتَابِ (آپ اور چونکہ آپ پڑھے رکھے تھے، اس لئے جب تک کسی خاص ترتیب سے حفظ نہ کریں تلاوت مشکل ہے۔ اسی واسطے مولینا بحر العلوم شریف نے فرمایا تھے میں ظہر میں ہذا ان الترتیب الذی یقرء علیہ استاذ ثابت بن النبی (رحمہ اللہ، معبرہ معقولہ ص ۲۵) یعنی جس ترتیب سے آج قرآن مجید پڑھا جاتا ہے وہ وہی ہے جس ترتیب سے آء ذریت صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کیا کرتے تھے۔

۴۔ قرآن مجید کا ایک نام ترتیب میں ہونا صحیح بخاری کی اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے یعنی القرآن علی النبی رحمہ کل عام ستر ففرغ من علیہ منسبتین فی العام الذی قبض ربه یعنی ہر سال آپ پر ایک بار قرآن سنایا جاتا اور وفات کے سال دوبار سنایا گیا۔ ظاہر ہے کہ وہ میں جب تک کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہ ہو کسی کتاب کے (جس کے اجزاء متعدد اور مضامین مختلف ہوں) اکمال ختم کرنے میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ پس یہ ترتیب اسی ہے جو ابو داؤد کی روایت بالا میں بیان ہوئی اور وہی اس امت کی بھی موجودہ ترتیب ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں بطریق علیہ سلمانی مروی ہے ان الذی جمع عنہ عثمان الناس طاعتی لعمریہ ثم لاخیرہ (یعنی ہمارے لئے ہے، ہمارے لئے ہے) یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس ایک قراءہ پر تمام لوگوں کو اکٹھا کیا وہ قراءہ اُس قرآن کے موافق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری بار پیش کیا گیا تھا۔ حافظ ابن کثیر نے بھی کتاب فضائل قرآن میں اسی طرح لکھا ہے (مسند عبد سرور رحمہ اس کی یہ ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عہد نبوی میں از خود قرآن کو جمع کیا تھا کہ نبی بیٹا اور عہد صدیقی میں ابوفرائش حضرت عمرؓ صحیفہ میں نقل کیا تھا، پھر عہد عثمانی میں ابی انیس زید نے اس صحیفہ کی متعدد نقلیں کی تھیں) وہ خود اس عہدہ اخیر

ذَٰلِكَ لِلَّهِ وَأُوْدُهُ ۖ ۱۹) وسامعہ حالہ ترجمہ عبد اللہ نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ قوت ہے فرمایا تو میں
دن میں ختم کرو۔ عبد اللہ نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے فرمایا اچھا پندرہ دنوں میں۔ کہا مجھے
اس سے زیادہ استطاعت ہے ارشاد ہوا کہ خیر دس دن میں سہی۔ عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ بھت
لکھتا ہوں، حکم ہوا کہ اس سات شب میں ختم کرو، اس سے زیادہ کم زمانہ میں ختم نہ کرنا۔ اس روایت
سے بھی قرآن مجید کی ایک خاص ترتیب ثابت ہوئی۔ ماہ ذختم کے لحاظ سے قرآن پاک کی تقسیم تین
پاروں میں ہوتی ہے اور ہفتہ وار ختم سے سات منز میں (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) وہ بھی خاص زبان
وحی ترجمان سے۔ اور حقیقت میں یہ رب اللہ پاک کی طرف سے ہے جس نے کہ خود ہی فرمایا ہے
وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا۔ کما سورہ

دوسری دلیل { ذرا ان صدیوں پر نگاہ ڈالو جن میں صحابہ کو قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کی باتیں
فرمائی گئی ہیں، اور ان پر ثواب کے وعدے کئے گئے ہیں جو کتب حدیث میں
بکثرت روایت کی گئی ہیں، ان میں سے چند ہم نقل کرتے ہیں:

۱۔ عن ابی سعید قال قال النبی ص، اعطوا اعیینکم مثلھا من العبادۃ، انظر فی المصحف
والتفکر، رواہ البیہقی فی شعب الايمان (جامع صغیر للبیہقی مطبعہ مسرورہ ۳۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا، آنکھوں کی عبادت کا حصہ آنکھوں کو دو، اور وہ قرآن کو دیکھ کے پڑھنا اور اس میں
غور و فکر کرنا ہے ۛ

۲۔ عن ابن مسعود قال قال النبی ص، من سئل ان یحب اللہ ورسولہ فلیقرء فی
المصحف (جامع صغیر ۱۵) ومنتخب کنز العمال ۳۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور اس
کے رسول سے محبت رکھنی چاہتا ہے وہ قرآن دیکھ کر پڑھا کرے ۛ

۳۔ عن اوس الثقفی قال قال النبی ص، قرأۃ الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجۃ

وقد اعتمد في المصحف تضعف على ذلك الى الف في درجته رواه البيهقي في شعب الايمان رتبة ۱۸
جامع صغير رتبة ۲ منتخب كنز العمال رتبة ۳۵ ورتبة ۱۰ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے احمد و ثقیف میں آئے تھے،
جنہوں نے صحابہ سے قرآن کی سات منزلیں دریافت کی تھیں، جن کا بیان اوپر کر چکا ہے انہوں نے اپنی انہی
آمد میں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ بغیر قرآن کے (یعنی زبانی) اس کی تلاوت
کا ثواب ایک ہزار نیکی ہے اور قرآن کھول کر دیکھ کر پڑھنے کا ثواب دو ہزار ہوتا ہے۔

(۴) عن عمرو بن ادس قال قال النبي امر قراءتك نظراً تتضاعف على قرائتك ظاهراً كفضل
المكتوب على الذائذ من رجاہ منہ ص ۱۰۰ ورتبة ۱۰ وفضل قرآن دین کثیر رتبة ۱۱ اوس کے بیٹے عمرو کہتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح فرض نماز کو نفل نماز پر فضیلت ہے اسی طرح قرآن دیکھ کر پڑھنے
کو فضیلت ہے زبانی پڑھنے پر۔

(۵) عن عبادة بن الصامت قال قال النبي (ص) افضل عبادة اتمى قراءة القرآن نظراً جامع
صغير رتبة ۱۰ ورتبة ۱۰ آپ نے فرمایا کہ میری امت کی افضل عبادت قرآن دیکھ کر پڑھنا ہے۔

(۶) عن ابن عباس قال قال النبي (ص) من ادام النظر في المصحف متعب بصيرة ما دام في الدنيا
منتخب كنز العمال برشايف سند احمد ص ۱۰۰ ورتبة ۱۰ آپ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کو ہمیشہ دیکھ کر پڑھا کر گیا
جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا اس کی مینائی باقی رہے گی یعنی خراب نہ ہوگی۔

(۷) عن عبد الله بن زبير قال قال (ص) من قرأ القرآن نظراً حتى يحتمه عرس الله له به
شجرة في الجنة الخ کتاب مذکور رتبة ۱۱ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان قرآن کو شروع سے ختم تک برابر
دیکھ کر پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہشت میں درخت لگائے گا۔ سبحان اللہ!

اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی لوگوں سے فرمایا کرتے تھے قال ابن عمر رضي الله عنهما اذا رجع
احدكم فليات المصحف فليفتحه وليقرؤ فيه الكتاب مذکور رتبة ۱۰ وفضل قرآن دین کثیر رتبة ۱۱ یعنی جب

تم گھر میں داخل ہو تو سب سے پہلے قرآن کھول کر پڑھ لیا کرو پھر دوسرے کاموں میں مشغول ہو۔ ابن عمرؓ کا خود اپنا عمل بھی اسی پر تھا جیسا کہ غیثمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں دخلت علی ابن عمر وهو یقرء المصحف فضائل قرآن ص ۱۰۴ یعنی میں ابن عمر کے مکان پر گیا تو وہ قرآن کھولے ہوئے تلاوت کر رہے تھے۔ ان کے والد حضرت عمرؓ عمر بن خطابؓ بھی یہی حال تھا کہ سب سے پہلی چیز تھی۔

(۸) عن ابی ہریرۃ قال قال النبی (ص) الغریب فی الدنیا اربعۃ..... مصحف فی بیت لا یقرء فیہ الا منتخب کثر اعمال ص ۲۹ ج ۱) آپ نے فرمایا کہ دنیا میں دو قرآن کس پر ہی کی حالت میں ہے جو کسی گھر میں ہو اور اُس میں پڑھا نہ جائے۔

(۹) وعنه قال قال (ص) ان سبیل الحق المومن من حملہ وحسناتہ بعد موتہ علما نشرہ وصحنا ورواہ الخ رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ۱۰۳ ج ۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو اس کے مرنے کے بعد اس کے اعمال اور نیکیوں سے جن کا ثواب اُسے ملتا ہے علم ہے کہ اس کو کھینچا اور نسخہ قرآن ہے کہ اپنے وارث کے لئے چھوڑ گیا۔

مقام غور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اپنی زندگی میں قرآن مجید کو گھر میں رکھنے، اس کو دیکھ کر پڑھنے اور وارثوں کے لئے اس کو پیچھے چھوڑ جانے کی توجہ دے رہے ہیں۔ پس اگر ہر صحابی کے پاس نہیں تو کم از کم اُن کے ہر گھر میں تو ایک ایک نسخہ پورے قرآن مجید کا لکھا ہوا موجود رہے گا ہاں ہاں یقیناً موجود تھا جیسا کہ صحابہ خود کہتے ہیں بین اظہرنا المصاحف وقد تعلمنا ما فیہا وعلمنا نسائنا وذراینا وخذ منا رسد احد ص ۲۹ ج ۵) یعنی ہم صحابہ کے درمیان لکھے ہوئے قرآن موجود تھے جس سے ہم نے سیکھا اپنے بچوں اور خادموں کو سکھایا۔ چنانچہ اُن کے بچے بھی قرآن میں دیکھ کر پڑھتے تھے جیسا کہ اُسی سند احمد میں ہے ان رجلا جاء باین له فقال یا رسول اللہ ان ابی یقرء المصحف بالنہار الخ (فضائل قرآن ابن کثیر مطبوعہ مصر ص ۱۵۹) یعنی ایک صحابی اپنے بچے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سلم کی خدمت میں لے کر آئے اور کہا کہ میرا یہ سچے دل میں قرآن مجید ناظرہ پڑھا کرتا ہے، تلوخا سچے دل سے فرمایا کہ یہ بھی ان کے خدا ہے۔

صحابہ کرام نے اس کثرت سے قرآن مجید کو لکھا اور لکھوایا اور ناظرہ غولی شروع کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اسی لکھے ہوئے قرآن پر بھروسہ کر بیٹھیں اور اسے حفظ کرنا ترک کر دیں، تو آپ نے ان کے گھروں میں بکثرت لکھے ہوئے قرآنوں کو دیکھ کر یہ بھی فرمایا (جو آگے آتا ہے) (۱۰) عن ابی امامۃ قال قال النبی (ص) لا تغربوا عن هذه المصاحف المتعلقة، ان الله لا يعذب قلبا وعیا القرآن (منتخب کنز العمال ص ۳۷۲) آپ نے فرمایا کہ تم کو یہ لکھے ہوئے قرآن کے نسخے جو ہوتا رہے گھروں میں لٹکے ہوئے ہیں، حفظ کرنے سے غفلت میں نہ ڈال دیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب نہیں کرے گا جس کے دل میں قرآن حفظ ہو۔

اللہ اکبر! معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ نے قرآن کے بے شمار نسخے لکھ ڈالے تھے۔ قلنا

عشرة كاملة +

جب قرآن مجید کتابی شکل میں بکثرت ہو گیا تو ضرور تھا کہ شارع کی طرف سے اس کے آداب بھی بتائے جانے، چنانچہ ارشاد ہوا، عن حکیم بن حزامان النبی (ص) قال لا تنس القرآن الا طاهراً، (در ظنی ص ۵۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک کو طہارت کی حالت میں چھونا۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم کتابی شکل کے لئے ہے کیونکہ جو چیز ہاتھوں سے چھوئی جاسکے اُسے خارج میں موجود ہونا چاہئے۔ لطف یہ کہ یہ حکم نہ محض مدینہ طیبہ کے صحابہ ہی کو دیا گیا، بلکہ دیگر ملکوں میں جہاں مسلمان صحابہ موجود تھے یہی حکم تحریری صورت میں بھیجا گیا۔ چنانچہ یمن والوں کو عمرو بن حزم صحابی کی معرفت جو بہت سے احکام حدیثی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوا کر روانہ فرمائے تھے (جب کا مفصل بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں جمع و کتابت احادیث کی بحث میں آئے گا) اس

میں ایک حکم یہ بھی تھا ان لایس القرآن الا طہرا (مشکوٰۃ ص ۲۲) ولہو المرام مبدع سرست (یعنی قرآن کو بجز پاک شخص کے اور کوئی نہ چھوئے) معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں مین دالوں کے پاس بھی لکھا ہوا قرآن بکثرت موجود تھا۔ پھر پایہ تخت نبوت و دار الحکومت اسلام یعنی مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کے پاس قرآن مجید کے مکتوبی نسخے کتنی کثیر تعداد میں ہونگے! ح

خدا بس خوب می داند شماری نسخہ قرآن

دوسرا ادب قرآن پاک کی بابت یہ بتایا گیا عن ابن عمر ان النبی (ص) نفی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو و معجم بخاری کتاب الجہاد و فی روایۃ الاحمد نفی ان یسافر بالمصحف الخ (رفع الباری الفاری پارہ ۱۲ ص ۱۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن کے ملک میں قرآن مجید کو ساتھ لے کر کوئی مسلمان نہ جائے۔ صحیح مسلم میں اتنا زیادہ ہے۔ مخافۃ ان ینالہ العدو (ص ۲۵ ج ۲) یعنی اس خوف کے کہ (بصورت شکست) دشمن اسے چھین لینگے۔ اور اس کی توہین کریں گے۔ دشمنوں کے ہاتھ میں جانے والا قرآن لکھا ہوا ہی ہو سکتا ہے، ورنہ قرآن کے ساتھ سفر کی ممانعت کے کیا معنی؟ جو قرآن سینوں میں محفوظ ہے اس کو اعداء چھین نہیں سکتے۔ اسی لئے امام بخاری نے حدیث مذکور کے بعد لکھا ہے :-

وقد سافر النبی (ص) و صحابہ و معہ یعلمون القرآن (پ ۱۲)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے اس حال میں سفر کیا ہے کہ وہ قرآن جانتے تھے یعنی ان سینوں میں حفظ تھا۔

گذشتہ دلائل نمبر ۱، نمبر ۲ و نمبر ۳ سے آفتاب نیروز کی طرح واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کے متعدد نسخے صحابہ کرام کے پاس عہد نبوی میں کتابی صورت میں جمع شدہ موجود تھے، وہ لوگ ان نسخوں میں تلاوت کرتے اور ختم کرتے تھے، جیسا کہ مجمع البیان میں ہے ان القرآن کان علی عہد النبی (ص) مجموعاً

مؤلفا علی ما ہو علیہ الامن وان جماعۃ من القضاۃ ختموا القرآن علیہ عدۃ ختمات . . .
 یدل علی انہ کان مجموعا مرتباً الخ یعنی قرآن مجید آج جس ترتیب سے موجود ہے، اسی ترتیب سے عہد
 نبوی میں جمع ہو چکا تھا۔ اور اسی ترتیب سے صحابہ نے آپ پرست سے ختم قرآن کے سنائے تھے۔
 امام مالک فرماتے ہیں انما آلف القرآن علی ما کانوا یسمعونہ من النبی (ص) (کتاب فضائل قرآن ابن
 کثیر ص ۱۷۳) یعنی قرآن کی ترتیب وہی ہے جو صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی ہے حافظ
 ندوی بتیان میں لکھتے ہیں ان القرآن کان مؤلفاً فی زمن النبی (ص) علی ما ہو فی المصاحف الیوم
 (کتاب استبان فی آداب القرآن) یعنی قرآن آج جس ترتیب سے محفوظ میں موجود ہے یہ عہد نبوی کا ہی ترتیب
 دیا ہوا ہے۔ اور تو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان القرآن کان مجموعاً مؤلفاً علی
 عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رسالہ تواتر قرآن) یعنی یہ قرآن عہد نبوی کا ہی جمع کیا ہوا، اور ترتیب
 دیا خواہے۔ پس یہ کتنا باطل درست ہو گا کہ

نہ تنہا من درین میخانہ ستم جنید و شبلی و عطار شد دست

پانچویں دلیل ترغیب نبوی سے جب کہ صحابہ کرام کے پاس قرآن مجید کی جلدیں بکثرت موجود
 تھیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن پاک کی کوئی مکمل جلد
 موجود نہ ہوگی؟ ضرور موجود تھی۔ چنانچہ امام بخاری نے اس امر کا ایک خاص باب ہی منعقد کیا ہے۔ خلاصہ
 ہو باب لم یترك النبی (ص) الا ما بین الدفتین۔ پھر بالاسناد روایت لائے ہیں قال ابن عباس
 و محمد بن الحنفیۃ ما ترك النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ما بین الدفتین (بخاری ص ۱۷۳) یعنی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا قرآن مجید دو چوبی دفتیوں کے درمیان میں (یعنی مجلد و مرتب) چھوڑا تھا۔
 حافظ ابن حجر فتح الباری میں ایک مقام پر لکھتے ہیں :-

کانوا یکتبون المصحف فی الرق و یجعلون لہ دفتین من خشب (ص ۲۵۵)

یعنی قرآن مجید چرمی اور ارق میں مکتوب تھا دو چوبی دفیناں اس کے دونوں طرف تھیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے قالت ابرہیم بن یعقوب لقد قرأت ما بین کونحی المصحف الخ (ص ۲۵۷) یعنی میں نے قرآن مجید پڑھا تھا جو دو تختیوں کے درمیان میں تھا۔ صحیح بخاری کی روایت مذکورہ اس امر میں نص مرتجع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو مکمل و مرتب و مجلد چھوڑا تھا، اسی کو بوقت انتقال فرمایا تھا کہ رکت فیکم شیعین لن تضلوا بعد ہما کتاب اللہ و سنتی، رواہ المحاکم عن ابی ہریرۃ (ماہ منہ السنۃ ۱ ص ۱۷) مکتوبہ (مطبوعہ) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، ان کے رہتے تم گمراہ نہ ہو گے قرآن مجید اور میری سنت۔

فصل سوم

اثار صحابہ

صحیح بخاری میں ہے عن انس جمع القرآن علی عهد النبی (ص) اربعۃ کلہم من الانصار ابی ومعاذ وزید بن ثابت والوزید قلت من الوزید قال احد عمومتی (پٹا صاحب زید) قال انس دخن و دشاہ (پٹا باب القراء) حضرت انس کہتے ہیں کہ عہد نبوی میں چار انصار ایلی نے قرآن جمع کیا تھا، حضرت ابی ومعاذ وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ انس سے پوچھا گیا کہ الوزید کون ہیں؟ جواب دیا کہ میرے چچا تھے۔ پھر انس نے کہا کہ الوزید کا جمع کیا ہوا قرآن مجھے ورثہ میں ملا تھا۔ انتہی بہ انس کا مقولہ مذکورہ درحقیقت ایک سوال کا جواب ہے جیسا کہ بخاری کی دوسری حدیث میں مذکور ہے قال قتادۃ سألت انساً من جمع القرآن علی عهد النبی (ص) قال اربعۃ الخ (پٹا باب القراء) اس روایت میں القرآن کا الف لام عہدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی میں ہے۔ قتادہ تابعی نے انس صحابی سے دریافت کیا کہ یہ قرآن (جو ہمارے زمانہ میں اس ترتیب سے جمع شدہ موجود ہے اس کو)

عبدالرالت میں کن لوگوں نے جمع کیا تھا؟ حضرت انس نے قتادہ کو اسی قرآن زیر سوال کی بابت جواب دیا کہ انصار میں سے چار شخصوں نے، اُبی بنہ و معاذ بنہ و زید بنہ و ابو زید بنہ +

حضرت زید کا اپنے لکھے ہوئے قرآن کو اس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر عرضہ اخیرہ میں پیش کرنے کا ذکر کتاب المعارف سے ہم نے صفحہ ۵۱ پر کر دیا ہے +

حضرت ابو زید سعد بن عبید بن نعمان انصاری کے حال میں اُس الغابہ میں ہے ہوا اول من جمع القرآن من الانصار، یعنی انصار میں یہ اول جامع قرآن ہیں +

حضرت اُبی بنہ نے قرآن کو سادے طرز سے لکھا تھا، اور جب عبدالعثمانی میں لوگوں نے قرآن مجید کو کُطُطی و مَحَلّی اور سونے سے مزین کیا، جیسا کہ منتخب کنز العمال میں ہے جمع القرآن علی عہد عثمان و انتھم فضضوا المصاحف (منتہج ۱، ہرماشیہ احمد) تو حضرت اُبی سخت ناراض ہوئے اور فرمایا قال ابی بن کعب اذا حلیتم مصاحکم فحذیکم الذمار کتاب مذکور ص ۱۵۱ یعنی تم لوگوں نے اپنے قرآنوں کو کُطُطی و مَحَلّی کیا ہے، اب تمہاری ہلاکت کا وقت آ گیا ہے۔ نیز حضرت ابن مسعود نے فرمایا (جید ابن مسعود بمصحف قد زین بالذهب فقال) انتہ احسن ما اُتین بہ المصحف تلافة و کتاب مذکور ص ۱۵۱ جب ابن مسعود کے سامنے ایسا قرآن پیش کیا گیا جو سونے سے مزین تھا تو فرمایا کہ قرآن مجید کی عمدہ زینت اس کی تلاوت کرنی ہے +

یہ عبداللہ بن مسعود بھی قرآن مجید کے لکھنے اور جمع کرنے والوں میں سے ہیں۔ صحیح بخاری باب تالیف القرآن میں تالیف ابن مسعود کا ذکر موجود ہے، نیز آگے ازالۃ الخفاء کے حوالہ سے منقول ہوگا انشاء اللہ ابن مسعود کے شاگردوں کے پاس بھی لکھا ہوا قرآن موجود تھا۔ صحیح مسلم میں ہے عن ابی الاحوص قال کنا فی دار ابی موسیٰ مع نفر من اصحاب ابن مسعود و ہم یظہرون فی مصحف الخ (مت ۲۹۳ ج ۱) ابوالاحوص کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابو موسیٰ اشعری کے گھر میں ابن مسعود کے شاگردوں کے پاس تھے اور وہ لوگ لکھے

ہوئے قرآن میں دیکھ رہے تھے۔ حافظ ابن کثیر فضائل قرآن میں لکھتے ہیں عن ابن مسعود انہ کان اذا اجتمع الیہ اخوانہ نشر والمصحف وقال ابن مسعود اذیموا النظر فی المصحف رملۃ اسودع سر یعنی ابن مسعود کے پاس جب لوگ جمع ہوتے تو قرآن کھول کر بیٹھ جاتے۔ حضرت ابن مسعود ان کو تاکیدا فرماتے کہ ہمیشہ قرآن میں دیکھ کر پڑھا کر۔ غالباً ابن مسعود کو وہ مرفوع حدیث پہنچ گئی تھی جو فضل دوم کی دوسری دلیل کے نمبر میں بیان ہوئی ہے اور حدیث نمبر ۲ کے تو راوی وہی ہیں۔ ابن مسعود سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے یکتب المصاحف مضمر بن (منتخب کنز ۲: ج ۱) یعنی قرآن مجید کے لکھنے والے قبیلہ ہمفر سے ہوں یعنی قریشی ہوں۔

غرض عہد نبوی میں قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھنے والوں میں پانچ شخصوں کا بیان ہو چکا اہلِ رِضہ معاذ بن زید رِضہ، البرزید ابن مسعود۔ چھٹے عہد اللہ بن عمرو بن عاص ہیں۔ ان کا عہد نبوی میں قرآن لکھنا اور جمع کرنا مسند احمد و سنن نسائی کی روایتوں کے حوالہ سے فضل دوم کی پہلی دلیل کے تیسرے پیرا گراف میں بیان ہو چکا ہے۔

ساتویں حضرت عثمان رِضہ ہیں، آنحضرت حضرت علی رِضہ ہیں اور نویں حضرت سالم رِضہ ہیں ان لوگوں نے بھی عہد نبوی میں مثل دیگر صحابہ کے قرآن مجید لکھا اور جمع کیا تھا جیسا کہ ازالۃ الغبار میں ہے۔ اخراج البقرۃ عن محمد بن کعب القرظی قال کان من جمیع القرآن علی عہد النبی (ص) وھو صحیح عثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعباد اللہ بن مسعود من المهاجرین وسالم مولی ابی حذیفۃ (رم ۲: ج ۲) یعنی عہد نبوی میں ہاجرین صحابہ میں سے قرآن جمع کرنے والے حضرت عثمان رِضہ، حضرت علی رِضہ، ابن مسعود رِضہ اور سالم رِضہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رِضہ کا قرآن جمع کرنا ابھی اوپر صحیح بخاری کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت عثمان رِضہ کا عہد نبوی میں قرآن کا جمع کرنا طبقات ابن سعد میں بھی مذکور ہے نیز مفتاح السعاده

میں ہے عثمان بن عفان احد من جمع القرآن علیہ عهد اللہ تعالیٰ (ص) (سنہ ۳۵ ج ۱) یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے عہد نبوی میں قرآن جمع کیا تھا۔ اسی طرح صواعقِ محرقہ مصری ص ۱۹ اور تاریخ الخلفاء مصری ص ۱۱۰ میں بھی مرقوم ہے بلکہ حضرت عثمان نے اپنے پڑھنے کے لئے قرآن کو خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا، چنانچہ باغیوں نے آپ کی شہادت کے وقت جب آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری ہے تو آپ نے اپنا وہ ہاتھ اٹھا کر فرمایا واللہ انہا لاول ید خط المصحف (فضائل قرآن ابن کثیر ص ۱۹۷) یعنی یہ وہ ہاتھ ہے جس نے پہلے قرآن کو لکھا تھا۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اُس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے سامنے جس قرآن کو رکھ کر تلاوت فرما رہے تھے وہ الذی کتبہ بیدہ وہ تھا جو انہیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا (فضائل ص ۱۹۷) اس قرآن کی زیارت ابن کثیر نے (جو آٹھویں صدی ہجری میں گزرے ہیں) اپنی زندگی میں شہر و مشرق کی جامع مسجد میں کی تھی (فضائل قرآن مصری ص ۱۹۷)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قرآن جمع کرنا علاوہ ازالۃ الخفاء کے فتح الباری میں بھی منقول ہے۔ ح ۱۰۰۰
اجمع القرآن فجمعة (ص ۱۹۷) بلکہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال علی ما کتبنا عن النبی (ص) الا القرآن الخ (بخاری احمدی ص ۱۹۷) یعنی قرآن کو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کو لکھا ہے۔ صواعقِ محرقہ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت مرقوم ہے احد من جمع القرآن و عرض عنہ النبی (ص) (مصری ص ۱۹۷) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔ اسی طرح سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے دیکھو ص ۱۹۷ مطبوع مصر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ وہ چھوٹی تفسیر میں قرآن کا لکھنا ناپسند فرماتے تھے چنانچہ منتخب نثر العمال میں ہے عن علی انہ کان یکرہ ان یکتب المصحف فی التبیئ الضعیر (ص ۱۹۷) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ جانتے تھے اس امر کو کہ قرآن کسی چھوٹی سی چیز پر لکھا جائے اور یہ غالباً اس لئے کہ قرآن مجید ایک چھوٹی سی کتابِ معلوم نہ ہو۔ اس قسم کی کراہت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کثر العمال میں منقول ہے۔

قرآن مجید کو بعد نبوی کتابی شکل میں جمع کرنے والوں میں سے نو صحابیوں کا ذکر ہو چکا۔ دشواریں حضرت ابو ایوبؓ انصاریؓ، گیارھویں حضرت عبادہ بن صامتؓ اور بارھویں حضرت ابو دروداءؓ ہیں۔ روی ابن ابی داؤد من طریق حماد بن کعب القرظی قال جمع القرآن علی عهد النبیؐ من خمسة (رو فی طریق الشعبی ستة۔ واسنادہ صحیح) من الانصار: ابو ایوب الانصاریؓ والولاء راع وعبادۃ بن الصامتؓ ومعاذ بن جبلؓ وابی بن کعبؓ، واسنادہ حسن (فتح الباری انصاریؒ ص ۷۷) پک تاریخ سنیہ بخاری ص ۲۲۰ وطبقات ابن سعد وغیرہ یعنی عہد نبوی میں قرآن جمع کرنے والے انصار یوں ہیں سے ابو ایوبؓ وعبادہؓ و ابو دروداءؓ و معاذؓ و ابی بن کعبؓ۔

حضرت معاذؓ و ابی رز کا قرآن جمع کرنا اس فصل کے شروع میں مذکور ہو چکا ہے حضرت عبادہؓ کے بارے میں تہذیب التہذیب میں مرقوم ہے: ہواحد من جمیع القرآن فی زمن النبیؐ (ص ۱۷۶) یعنی عہد نبوی میں قرآن جمع کرنے والوں میں سے ایک عبادہ بھی ہیں۔ حضرت ابو دروداءؓ کی بابت مفتاح السعادة میں ہے: احد الذین جمعوا القرآن علی عهد النبیؐ (ص ۱، بلا خلاف ص ۲) یعنی عہد نبوی میں قرآن جمع کرنے والوں میں سے بالاتفاق ایک ابو دروداء بھی ہیں۔ انہیں ابو دروداء سے ایک شخص نے کہا کہ میرے بیٹے نے بھی ایک قرآن لکھ کر جمع کیا ہے تو آپ نے اس کو دعا فرمائی (وی) (کتاب الادب امام احمد)۔

تیرھویں صحابی حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ طبرانی میں ہے: کان ناجیۃ یکتب المصاحف (اصناف و استیعاب) یعنی حضرت ناجیہ قرآن مجید لکھا کرتی تھیں۔

چودھویں صحابی مشہور شاعر عرب حضرت لبید بن ربیعہ نامری ہیں، جن کا قصیدہ مشہور کتاب سبعة محلقہ (یا عشرۃ محلقہ) میں موجود ہے۔ ان کا حال سنئے انہ لما سلم کان یتکتب القرآن وبتراء الشعر (جمرة العرب ص ۷۷) عہد نبوی میں لبید نے جب سے اسلام قبول کیا شعر گوئی چھوڑ دی

پندرہویں صحابی حضرت عقبہ بن عامرؓ جہنی ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ہے ہواحد من جمیع القرآن وکتب بیدہ و مصحف بمصر الی الان بخطہ (ص ۱۰۷) یعنی عقبہؓ نے عہد نبویؐ میں قرآن مجید کو جمع کیا اور اپنے ہاتھ سے لکھا تھا، اور اُن کا لکھا ہوا قرآن مجید مصر میں اب تک حافظ ابن حجر کے زمانہ تک موجود ہے، حافظ ذہبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے بلکہ ناضی ابن یونس نے اس قرآن کو اپنی آنکھوں ۴۲

سولہویں حضرت ام سلمہؓ ام المومنین ہیں۔ کنز العمال میں ہے عن عبد اللہ بن نافع قال امرت ان اسلمہ ان اکتب لہا مصحفاً الخ وص ۲۳۵ عبد اللہ بن نافع کہتے ہیں کہ مجھے ام سلمہؓ نے

حکم دیا کہ اُن کے لئے ایک قرآن مجید لکھوں ۴

اعمار رضویں حضرت عائشہ ام المومنین ہیں صحیح مسلم میں ہے عن ابی یونس مولی عائشہ
انہ قال امرتني عائشة ان اكتب لها مصحفا الخ (ص ۱۰۷ ج ۱) حضرت عائشہ کے غلام ابو یونس کہتے
ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ نے حکم دیا کہ اُن کے لئے ایک قرآن مجید لکھوں۔ اسی قرآن کو سامنے
رکھ کر اُن کا دوسرا غلام ذکوان نماز کی امامت کرتا تھا اور نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا جیسا
کہ صحیح بخاری میں ہے کانت عائشة يؤمها عبدھا ذکوان من المصنف البخاری احدى صحبہ
یعنی حضرت عائشہ کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر حضرت عائشہ کا امام بن کر نماز پڑھاتا۔ وعن هشام
ابن عروہ قال قرأت في مصحف عائشة الخ (کنز العمال ص ۲۳ ج ۱) هشام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے
باپ عروہ کی خالہ حضرت عائشہ کے قرآن مجید میں تلاوت کی ہے۔ اس قرآن کو دیکھنے کے لئے ایک

شخص ملک عراق سے سفر کر کے مدینہ آیا تھا تاکہ اس کی نقل کرے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے قال عراقی
لما شئت لیا امر المؤمنین اریسینی مصحفک الخ (مسئد ج ۲) عراقی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اے انا
جان مجھے اپنا قرآن مجید دیجئے میں اس کی نقل کروں گا۔ عراقی پر ہی کیا موقوف ہے ملک شام سے بھی لوگ
بغرض نقل قرآن مدینہ آیا کرتے تھے انطلق دكب من اهل الشام الى المدينة يكتبون مصحف لهم
(منقب کنز العمال ص ۱۷) یعنی ملک شام سے ایک پورا قافلہ مدینہ آیا تھا تاکہ اپنے لئے قرآن لکھیں وغرض
اٹھارہ ہو گئے۔

انیسویں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنہوں نے حضرت زید بن ثابت سے قرآن مجید
لکھوایا۔ فتح الباری میں ہے قال زید بن ثابت امرنی ابوبکر فکتبت الخ (مسئد ج ۲) صحیح بخاری
میں ہے فكانت الصفحت عند ابی بکر حتى توفاه الله ثم عند عمر حيلولة ثم عند حفصة
بنت عمر الخ (مشکوٰۃ ص ۱۸۵) یعنی زید کہتے ہیں کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن لکھنے کا حکم دیا۔ پس میں نے
لکھا، یہ نسخہ ابوبکر کے پاس اُن کے مرنے تک رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آخر حیات تک رہا۔ پھر
اُن کی بیٹی حضرت حفصہ کے پاس تھا۔ (اسی نسخہ کی نقل حضرت حفصہ نے اپنے غلام سے کرائی تھی۔
جیسا کہ نمبر ۱۷ میں گزرا ہے) اور اسی نسخہ کو حضرت حفصہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منگو کر اُس کی متعدد
نقاہتیں کرائی تھیں جیسا کہ خاتمہ میں بیان ہوگا انشاء اللہ)۔

بیسویں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنہوں نے حضرت زید سے اپنے لئے ایک علیحدہ نسخہ
لکھوایا تھا جیسا کہ فتح الباری میں ہے فلما هلك وكان عمر كتبت ذلك (حوادث مکررہ) یعنی جب ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو پھر میں نے اُن کے لئے قرآن لکھا۔ معارف
ابن قتیبہ میں ہے کتب زید لعمر (ص ۸۵) یعنی زید نے خاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی لکھا تھا۔
اسی کو کنز العمال میں یوں لکھا ہے لما جمع عمر بن الخطاب المصحف (ص ۱۷) اسی نسخہ میں

حضرت عمرؓ ملاوت بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس کہتے ہیں ان عمروؓ اذ دخل بیتہ نشر المصحف
فقرع فیہ (نضال قرآن بن کثیر ص ۱۱) یعنی حضرت عمرؓ جب اپنے مکان میں داخل ہوتے قرآن مجید کھول
کر پڑھنے لگتے۔ نیز آپ لکھے ہوئے قرآن مجید کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے چنانچہ منتخب کنز العمال
میں ہے ان عمروؓ وجد مع رجل مصحفا قد کتبہ (الطی) کان اذا راٰی مصحفا سترہ (مشکوٰۃ ص ۱۲)
یعنی حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے پاس لکھا ہوا قرآن مجید دیکھا اور آپ جب ایسا قرآن دیکھتے
تو خوش ہوتے۔ خلیفہ وقت کی خوشی اور قرآن دیکھ کر پڑھنے کی ترغیب والی حدیثوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن
پاک کے نسخے بجزرت لکھے جانے لگے اور عام طور سے بازاروں میں فروخت ہونے لگے تھے چنانچہ
بعض عاشقان قرآن کو یہ بات بُری معلوم ہونے لگی تھی جیسا کہ طبقات ابن حدید میں ہے قال حنظلة
مردت مع طاؤس عطا قوم یبیعون المصاحف فاسترجع طاؤس الخ (مشکوٰۃ ص ۲۴) حنظلة کہتے ہیں
کہ میں طاؤس کے ہمراہ بازار گیا تو دیکھا کہ لوگ قرآنوں کی بیچ وشرار کر رہے ہیں۔ اس پر طاؤس نے
اناللہ پڑھی۔ آخر طاؤس کے استاد ابن عباس رضی سے پوچھا گیا سئل ابن عباس عن بیع المصاحف
قال لا بأس (منتخب کنز ص ۱۱) یعنی ابن عباس رضی سے دریافت کیا گیا کہ بیچ قرآن کی بابت آپ کا فتویٰ
کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح ابن عباس سے کتاب قرآن کی اُہرت
کی بابت پوچھا گیا انہ سئل عن اُجرة کتابۃ المصحف فقال لا بأس (مشکوٰۃ ص ۲۴) فرمایا کہ کچھ حرج
نہیں ہے۔ پھر تو قرآن مجید کے نسخوں کی اتنی کثرت مختلف ممالک میں ہو گئی کہ اُن کا صحیح شمار غیر ممکن ہو گیا
علامہ ابن حزم کتاب الفصل میں لکھتے ہیں مات عمرو مائۃ الف مصحف من مصر والی العراق وانشاء
والیمن فمابین ذلک (مل وغل ص ۲۵) یعنی مصر سے لے کر عراق و شام و یمن تک اور ان ممالک
کے درمیان میں حضرت عمرؓ کی وفات کے وقت قرآن کے ایک لاکھ نسخے موجود تھے

آمدن بر سر مطلب۔ الغرض عہد نبوی میں قرآن مجید کے لکھنے اور جمع کرنے والوں کی صحیح تعداد تو اندر ہی کو معلوم ہے۔ علامہ عینی نے شرح بخاری میں کیا خوب لکھا ہے ان الذین جمعوا القرآن علی عہد النبی (ص) لا یحصیہم عدد ولا یضبطہما احد (مدۃ القاری ص ۳۵ ج ۱) یعنی عہد نبوی میں جن لوگوں نے قرآن جمع کیا تھا ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ بیشش نام تو اوپر ہم نے لکھے تھے۔ علامہ عینی نے ابو موسیٰ اشعری، مجمع بن^{۲۲} جاریہ، قیس بن ابی صعصعہ، قیس بن سکن، ام^{۲۴} ورقہ بنت نوفل اور ابنۃ عبد اللہ بن حارث کے نام بھی بحوالہ کتب لکھے ہیں۔ خطیب بغدادی نے ثابت بن بشیر بن ابی زید کا نام بھی لکھا ہے (ص ۳۵ ج ۱)۔ باقی لوگوں کے نام اور شمار خدا ہی بہتر جانتا ہے +

ایک شبہ کا دفعیہ روایات مرقومہ بالا میں الفاظ جمع القرآن یا جمعوا القرآن کے جو آئے ہیں ان پر شبہ وارد کیا گیا ہے کہ اس سے مراد جمع صدر یعنی حفظ ہے نہ جمع کتابی۔ اس کا دفعیوں ہے کہ قرآن کے حافظ تو تقریباً سب صحابہ تھے۔ دیکھو نثر صحابہ جو بیہ معونہ میں شہید ہوئے تھے وہ سب حافظ قرآن تھے، اسی طرح جنگ یمامہ میں جو نثر صحابہ شہید ہوئے تھے وہ بھی سب حافظ تھے ان کے علاوہ جو صحابی عہد نبوی میں زندہ موجود تھے ان میں سے تیس صحابہ کے نام شروع بخاری، فتح الباری، مدۃ القاری، میں موجود ہیں۔ اور جب کہ صحابہ کرام نے زبان وحی ترجمان سے یہ بشارت سنی ہوئی تھی کہ ان اللہ لا یعذب قلبا و علی القرآن منتجب کمز ص ۳۲ ج ۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس دل میں قرآن محفوظ ہوگا اس کو عذاب نہیں ہوگا اور آپ نے فرمایا تھا لو جعل القرآن فی اہاب شمرا لقی فی النار ما احترق دواۃ الدارمی (شکوۃ ص ۱) یعنی جس مسلمان کے بدن کی کھال میں (یعنی سینہ دل میں) قرآن ہوگا اس کو جہنم کی آگ نہیں جلانے گی۔ تو بھلا یہ شبہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی صحابی حافظ قرآن نہ ہوگا؛ حالانکہ عرب کا حافظہ مشہور عالم ہے۔ لہذا روایات مرقومہ بالا میں جمع سے مراد کتابی ہے۔ بلکہ بعض روایات میں تو کتابت کی تصریح موجود ہے حاکم کی روایت

میں زید کا مقولہ نزلت القرآن فی الزقاع موجود ہے (اتقان سہ) یعنی ہم قرآن کو رقعوں میں لکھ کر جمع کرتے تھے۔ انہیں رقعوں سے زید نے ابو بکرؓ کے زمانہ میں نقل کیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اجمعه من الزقاع (پٹا) پس جمع فی الرقعة کی قید بطل ہے جمع فی الصدہ حص کی۔ اسی لئے حافظ عسقلانی نے لکھا ہے المراد بالجمع الکتابۃ فلا ینفی ان یمکن غیرہم جمعه حفظاً عن ظہر قلب، واما هؤلاء فجموعہ کتابۃ وحفظوہ عن ظہر قلب اتنی دفع الباری الصاری پارہ ۲۰ مسئلہ) یعنی روایات بالا میں جمع سے مراد لکھنا ہے، اس سے دیگر اصحاب کے زبانی یاد کرنے کی نفی نہیں ہوتی لیکن یہ لوگ زبانی بھی یاد رکھتے تھے اور لکھ کر بھی جمع کیا فائدہ ما اورد +

خاتمہ

(۱) جمع عثمانی کی حقیقت

اوپر یہ لکھا جا چکا ہے کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے وقت ایک لاکھ نسخے قرآن مجید کے اطراف و جوانب مدینہ میں شائع و ذائع ہو چکے تھے تو پھر حضرت عثمانؓ کو جامع قرآن کیونکر کہا جاسکتا ہے؟ اگر اس وجہ سے کہ انہوں نے عہد نبویؐ میں اپنے لئے قرآن مجید کا نسخہ لکھا اور جمع کیا تھا جیسا کہ مفتاح السعاده اور انزالہ الخفاء کے حوالہ سے اوپر نقل ہو چکا ہے تو اس امر میں اُن کی مزیت کیا ہے؟ بہت سے صحابہ نے اسی طور سے لکھا اور جمع کیا تھا کما مژ۔ واقعہ یہ ہے کہ طرزِ تحریر یعنی رسم خط سب کے جدا تھے، اس وجہ سے قراتیں مختلف ہو جاتی تھیں، اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں ایک رسم خط اور ایک قراءۃ پر سب کو جمع کر دیا جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے کتاب فضائل قرآن میں لکھا ہے ہو جمع الناس علی قراءۃ واحدة لئلا یختلفوا فی

القرآن (مطبوعہ مکتبہ دست) یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک قراءۃ پر جمع کر دیا تھا تاکہ لوگ قرآن پڑھنے میں اختلاف نہ کریں۔ اس لئے وہ "جامع الناس الیٰ ہذا القرآن" تو بیشک ہیں، جامع قرآن نہیں ہیں، جیسا کہ عمارت محاسبی نے کہا ہے المشہور عند الناس ان جامع القرآن عثمان وولیس کذلک (القرآن لا یطی صحت) یعنی لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ حضرت عثمان قرآن کے جمع کرنے والے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے عن انس قال امر عثمان زید بن ثابت ان ینسخہا فی المصاحف (پہلے باب زل القرآن الخ) فالمرسل عثمان الی حفصۃ ان ارسل الیہا بالضعف ننسخہا فی المصاحف فنسخہا فی المصاحف

حضرة اذا نسخوا الضعف فی المصاحف ارسل الی کل اُفق بمصحف مذكّر نسجوا رطب

باب جمع القرآن) ای ینقلوا الذی فیہا الی مصاحف اخری (رفع الباری مثلاً) یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت اور چند کاتبوں کو بلا کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ حضرت ابوبکر والا قرآن بھیج دو تاکہ اس کی متعدد نقلیں کرائی جائیں چنانچہ حضرت زید اور دیگر کاتبوں نے کئی نسخے لکھے۔ جب نقلیں ہو چکیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اطراف و جوانب میں بھجوا دیا۔

اس روایت سے آفتاب نیروز کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن صدیقی کی نقل کا حکم دیا تھا نہ جمع کا یعنی صحیفہ عثمانی نقل صحیفہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کی۔ اور صحیفہ ابی بکر رضی اللہ عنہ نقل تھا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مابین الفتنین کی جس کو اس حضرت علیہ السلام چھوڑ گئے تھے کما حقہ۔ اور قرآن نبوی کی ترتیب میں جانب اللہ تسمیٰ جو کہ آپ کو زبان یا وقتاً اور جس کی آپ سات منبر میں فرمایا کرتے تھے جیسا کہ پیشتر مفصل لکھا جا چکا ہے۔ لہذا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ جو قرآن اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ بعینہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا۔ اور اسی ترتیب پر ہے جس ترتیب پر آپ نے خود تلاوت فرمائی اور صحابہ کو یاد کرایا اور ان کو پایا۔ وهو المراد۔ والحمد للہ علی ما یراد۔

(۲) اعراب قرآن

مسئلہ جمع قرآن کے متعلق ہو جانے کے بعد ضما مسئلہ اعراب قرآن کی بابت بھی ایک ضروری امر کا منظر عام پر آ جانا ضروری ہے۔ اعراب قرآن کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ بعد میں لگایا گیا ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ اعراب لگانے والوں نے آیا اپنی رائے سے قرآن کی آیتوں پر زیر زبیش لگایا ہے یا کسی سوسائٹی کے مشورہ سے؟ یا ضرورتِ زمانہ سے مجبور ہو کر؟ یا کسی شرعی حکم کے ماتحت؟ جن لوگوں کو حقیقت کا علم نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ زمانہ کی ضرورت نے اعراب لگانے پر مجبور کیا اور اسے بدعتِ حسنہ کہتے ہیں لیکن ابویعلیٰ وہابی کی ایک حدیث فیصلہ کر دیتی ہے کہ آیتوں پر اعراب حکمِ نبوی کے ماتحت لگایا گیا ہے خواہ کسی زمانہ میں لگا۔ لہذا جو امر حدیث سے ثابت ہو اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ آنحضرت علیہ السلام خود اس کا حکم دے گئے تھے چنانچہ ملاحظہ ہو:-

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی (ص) اعرّبوا القرآن رواہ البیہقی والبیہقی (مشکوٰۃ مشکوٰۃ جامع

منیر ص ۳۸۱ منتخب کنز ص ۳۸۱ تاریخ خلیل ص ۱۰۰ بنية الرواة ص ۱۰۰ نسائل ابن کثیر ص ۲۱۱)۔

یہ حکم اپنے عوم کی بنا پر جس طرح شامل ہے تبیین معانی و اظہار حروف و الفاظ عند التلاوت کو اسی طرح عند الکتابتہ حروف و الفاظ پر زیر زبیش جزم نہ تشدید لگانے کو بھی پس جن لوگوں نے آیاتِ قرآنیہ پر اعراب لگایا ہے اسی شرعی حکم کے ماتحت لگایا ہے۔ لہذا یہ نخل بدعتِ حسنہ کا ثبوت یا نظیر نہیں بن سکتا۔ مرفاۃ ترح مشکوٰۃ میں ہے ای ایہا العلماء بیتوا ما فی القرآن من بدائع الاعراب (صحیح) یعنی اونچینے والو! قرآن مجید کے اعراب کو بیان کرو۔ زبان سے یا قلم سے دونوں مراد ہو سکتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ذَکَا وَآخِرُ

تم الباب الاول فی جمع القرآن - ویتلوہ الباب الثانی فی جمع احادیث

الرسول النبی الامی علیہ الصلوٰۃ والسلام الانتمان الاکملان

دوسرا باب

کتابت احادیث و جمع روایات

فصل اول

پہلا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے

(۱) مکہ معظمہ میں قبیلہ غزوانہ سے ایک شخص نے قبیلہ جوئیث کا ایک آدمی مار ڈالا۔ اس شخص پر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپ نے مکہ مکرمہ کی عزت و حرمت نیز اس میں قتل و قتال کی ممانعت سے متعلق ایک خطبہ دیا۔ حاضرین میں سے ایک یمنی شخص ابو شاہ نے عرض کی کہ مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے، آپ نے فرمایا اکتبوا لابی شاہ (بخاری، حدیث ۲۱۴۰) یعنی میری یہ حدیث ابو شاہ کو لکھ دو۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضا کو ایک صحیفہ (رسالہ) لکھوایا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے عن علی قال ما کتبنا عن النبی (ص) الا القرآن و ساقی هذه الصحیفۃ (ص ۲۱۴) اس صحیفہ میں مدینہ کا حرم ہونا، مسائل جراحت، اونٹوں کی عمریں، احکام ذبیاں، کسی دوسرے کو باپ یا مولیٰ بنانے کی ممانعت، ذبح غیر انس کی حرمت، علامات ارضیہ کی چوری پر لعنت، والدین کو برا کہنے پر لعنت، بدعتی کو ٹھکانا دینے پر لعنت وغیرہ مختلف مسائل مرقوم تھے (صحیح مسلم ۳۳۲، صحیح بخاری ۲۱۴۰)۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع بن خدیج کو اپنی تمام حدیثوں کے لکھنے کا حکم دیا تھا۔

طبرانی کہیں ہے عن رافع بن رافع قال قلت یا رسول اللہ انا اسمع منك الاشیاء فتلتمها؟ قال
اكتبوا ولا حرج (منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۴۰) معی ازادہ ہے۔ یعنی یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے سنی
ہوئی حدیثوں کو لکھ لیا کریں؟ فرمایا لکھ لو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس میں حکم کتابت بعینہ جمع فرمایا ہے
جو سب صحابہ کو ثل ہے۔ جامع ترمذی میں آیا ہے کہ ایک مرد انصاری (غالبا رافع) کو آپ نے
فرمایا تمنا استعن بيمينك و اومأ بیدہ (لاحظہ ص ۲۳) یعنی میری حدیثیں لکھ لیا کرو۔ اور طبرانی میں
ہے استعن بيمينك علق بنظرتك ركونا الخاق ص ۲۱) +

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص کو بھی اپنی تمام حدیثوں کے لکھنے کا
حکم دیا تھا استأذن في الكتاب عنه فاذن له بسند احمد ص ۲۱۰۔ انتیوب براشیہ اسباب ص ۲۲۲ شریف
مناقی الآثار ص ۱۵۵ ص ۲۰۲) چنانچہ آپ کا یہ اذن دینا البیضاء امر بھی مروی ہے الكتب فوالذی نفسی
بید کا مایخروج۔ نہ الا حق (البیضاء ص ۲۰۲) و سرخا ص ۲۰۲ ص ۱۹۲ ج ۲ و سند دارمی ص ۲۰۲ و
ص ۲۰۲ ص ۱۹۲ ج ۲) یعنی میرے منہ سے غی نکلتا ہے پس اے لکھ لیا کرو +

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا غلام حضرت عتاب صحابی کے ہاتھ فروخت کیا تو ایک نوشتہ
(میسور) لکھوا کر مرحمت فرمایا تھا، چنانچہ عتاب کہتے ہیں کتب لی... (بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا
ما اشتری العلاء بن خالد بن محمد (ص) ان از انتیوب براشیہ ص ۲۱۰ اسباب ص ۲۲۲ ج ۲ و مجمع زبیری احمدی ص ۲۱۰) حضرت
عتاب زمانہ تابعین میں اس تحریر کو سب لوگوں کو دکھلاتے اور پڑھ پڑھ کے سنایا کرتے تھے تھے ترمذی
ص ۱۹۲ و انتیوب ص ۲۱۰) یہ تحریر میثاقین کے پاس ہمیشہ محفوظ رہی (انتیوب ص ۲۱۰ ج ۲) +

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثارہ صحابی کو تحریر بھیجی کہ اپنے ملک (نجد) سے مکہ والوں کے
لے غلہ بھیجنا بند نہ کرے کتب التبیان ص ۱۱) الی ثارہ بن اثال ان یحلتی بین اهل مكة و بین
الحمل الیہ ص ۱۱ ج ۱) انصاری ص ۲۱۰ دیکھ و قرآن ج ۲ ص ۲۱۰ و بیہ سنی جواب استیہ) +

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی بعض سیاسی ضرورتوں کو ملحوظ رکھ کر ان کے ناموں کو لکھنے کا حکم دیا تھا اکتب بوالی من یلفظ بالاسلام (بخاری ص ۱۷۱ ج ۱ - سنن بیہقی ص ۲۷۲ ج ۱) تھا۔
یارسول اللہ انی کثیبت فی غزوة کذا (بخاری و الاذکار) یعنی تمام مسلمانوں کے نام لکھو۔ ایک صحابی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میرا نام فلاں لڑائی کے لئے لکھا گیا ہے۔

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں شراط صلیح لکھوا کر شہیل بن عمرو کو دی تھیں یہ صلیح نامہ تمام کتب حدیث و سیر میں منقول ہے۔ صحیحین میں وارد ہوا کتب ہذا اما قاضی علیہ محمدا رسول اللہ الخ (بخاری احمدی ص ۲۱۲ ج ۲) وسلم ص ۲۷۲ ج ۲) اس کی ایک نقل قریش نے لی، ایک اپنے اپنے پاس رکھی (ابن سعد مغازی ص ۱۷۱)۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود مدینہ سے جو صلیح کی اُسے لکھوایا کتب النبی (ص) کتابا وادع فیہ یہود الخ (سیرۃ ابن ہشام ص ۱۷۱) ایک اور بھی صحیفہ امن لکھوا کر یہود کو دیا گیا تھا۔ سنن ابی داؤد میں ہے کتب النبی (ص) بینہ و بینہ و بینہ و بینہ المسلمین عامۃ صحیفۃ (سری ص ۲۵۱) حضرت سلمان فارسی کو غلامی سے آزاد کرانے کے لئے اُن کے یہودی مالک کو آپ نے تحریر بھیجی تھی (تاریخ ظہب ص ۱۷۱)۔ یہود خیر کو ایک مقتول صحابی کی دیت (خون بہا) ادا کرنے کے لئے تحریر بھیجی کتب النبی (ص) اما ان ید و اما جکم و اما ان یؤذوا بحرب (بخاری احمدی ص ۱۷۱ ج ۱) - سلم ص ۲۷۲ ج ۲) انانی ص ۱۷۱ ج ۱) وادع صری ص ۱۷۱ ج ۲) ابن ماجہ صری ص ۱۷۱ ج ۲) یعنی مقتول کی دیت ادا کرو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرداران عرب و شاہان عجم کو دعوت اسلام کی تحریریں بھیجی تھیں جو کتب حدیث و سیر میں تفصیل مرقوم ہیں صحیح مسلم میں ہے کتب النبی (ص) الی کسری و قیسو النجاشی و الی کل جبار یدعوہم الی اللہ (ص ۲۷۲ ج ۲) و کتب الی ملک ایثہ (سلم ص ۲۷۲ ج ۲) و ابن ہشام ص ۱۷۱ ج ۲)

وکتب الی ملوک و جمہور کتب الزیلع یعنی مطبوعہ ۱۱۹۱ و کتب الی کسری (تاریخ خلیفہ ۱۳۳۳) یعنی آپ نے
خسرو پرویز، قیصر روم، شاہ حبش، شاہ ایلہ، شاہان حمیر اور ہر صاحب جبروت و الی ملک کے پاس اپنی
تحریریں بھیجیں۔ ہندوستان کے راجہ سری بانک کے پاس حذیفہ و اسامہ وغیرہ دس صحابیوں کی معرفت
دعوت اسلام کی تحریر بھیجی فاجاب واسلم و قتل کتاب النبی (ص) (میرزا اللہ علی ص ۱۱۷) ترجمہ احسان علیہ السلام
طوسی۔ اُس راجہ نے دعوت قبول کی اور اسلام لایا اور آپ کی تحریر کو بوسہ دیا۔ اسی طرح مندر والی عمان
کو تحریر بھیجی۔ و اقدی کتاب ہے کہ میں نے یہ تحریر دیکھی ہے (زاد المعاد ص ۲۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ان تحریروں کی نقلیں زاد المعاد لابن قیم، خاتمہ نصب الراية للزیلعی اور اعلام السالكين في
مکاتیب سید المرسلین مطبوعہ مصر میں مفصل موجود ہیں۔ من شاء فلیراجع الیہا۔

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے ایک ماہ پیشتر قبیلہ حبشہ والوں کو یہ حدیث لکھوا
کہ بھوائی جیسا کہ ابن عکیم کہتے ہیں قال عبد اللہ بن عکیم انا کتاب النبی (ص) ان لا تنتفعوا
من المیتۃ الخ (منتقى من مشکوٰۃ مشکوٰۃ طبرانی ص ۱۲۷ و مشکوٰۃ ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد و اذقطنی)
بیہقی، ابن حبان وغیرہ)۔

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں احکام ضروریہ (جویرہ عرب سے مشرکین کا فواج
و فود کی خاطر واری، تہمیز حبش، اسامہ رحمہ، قبر نبوی کو دش نہ بنانے، خلافت ابی بکر صدیق رض وغیرہ)
لکھوانے کو قلم دوات کا غلط فرمایا تھا قال الشافعی اکتب لکم کتابا الخ (بخاری احمدی ص ۲۴۹)
ص ۲۳۸ و سلم ص ۲۲ و ص ۲۴۳ +

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک یمن کے شہر جرش والوں کو سٹائٹ بنیڈ لکھوا کر بھجوا یا تھا
کتب الی اہل جرش ینہا مہ عن خلیط التمر و الزبیب (سلم ص ۱۶۷) یعنی کشمش اور خربا کو ملا کر مٹ
بھگو۔ یہی حکم ہجر والوں کو لکھوا کر بھیجا تھا کتب الی ہمدان لا تخطوا الزبیب و التمر جیعا (نسائی ص ۱۷۷)

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلم بن عاصم تیمی کو کچھ وعیتیں لکھوا کر مکر کے مرحمت فرمائی تھیں
 قال له النبی (ص) اما انی ساکتب لک بالوصاة بعدی قال ففعل فاختتم علیہ خند فعمه الخ
 (ابوداؤد معمری ص ۲۱۱ ج ۲) *

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کے پاس مین میں تعویذ نامہ لکھوا کر روانہ فرمایا تھا
 قال محمود بن لبید مات ابن معاذ فکتب الیہ النبی (ص) امرت به لیس لیسہ الحدیث رتیل
 ماکم ص ۲۴۴ و تاریخ غیب ص ۵۹ و طبرانی و ابن مردودہ یعنی مدینہ میں حضرت معاذ کو ارکا مرگیا اور مینا مین یا
 تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کے پاس تسلی کی تشریف فرمائی تھی *

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کے پاس مین میں حسب ذیل ارکام لکھوا کر بھیجوائے
 تھے کتب الی معاذ بالیمن ان یاخذ من کل حال و حالمة دینا رکا کتاب الخ یعنی مطبوعہ ص ۲۴
 و مراسیل ابی داؤد مطبوعہ ص ۲۴ و تاریخ خلیب ص ۲۴ و کتب فیما سقطت السماء العشر و ما سقی بالآثار
 فنصفه الخ ص ۲۴ و کتب انما الصدقة فی الحنطة و التمر و الشعیر و الزبیب (ابن اثیر)
 و کتب معاذ الی النبی (ص) یسأله عن الخضر اوات الخ (رندی ص ۲۴ و تانی ص ۲۴) یعنی ہر غیر مسلم
 بالغ مرد و زن سے ایک ایک دینار جزیہ لیں، بارش سے جو غلہ پیدا ہو اُس میں سے اس حصہ لیں
 ڈول سے جو کھیت پہنچا جائے اُس سے بیسواں حصہ لیں۔ صرف چار چیزوں (جو مین کی خاص پیداوار
 ہیں) میں زکوٰۃ لیں۔ گھوڑوں، جو، خرما اور کشمش میں۔ پھل، سبزی اور ترکاری میں زکوٰۃ نہ لیں۔ یہ
 مبارک تحریر نبوی موسیٰ بن طلحہ تابعی کے پاس یادگار کے طور پر محفوظ تھی۔ (واقعی ص ۲۴۔ زکوٰۃ ص ۱۸) *

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین والوں کو ایک اور حکم بھی تحریر کیا کہ روانہ فرمایا تھا جو یہ
 ہے عن ابی ہریرۃ قال کتب النبی (ص) الی اهل الیمن ان یؤخذ من العسل العشر و رواه
 عبد الززاق (فتح الباری الناری ص ۲۴ و نسب الراہ للعلی ص ۲۴) یعنی شہد (جو مین میں) بکثرت پیدا

ہوتی ہے، کی بھی زکوٰۃ سے وصول جتنی ادا کریں۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلہ والوں کو دیت کے مسائل لکھوا کر بھجوائے تھے کتب النبی (ص) علی کل بطن مضمونہ ثم کتب انہ لا یجعل مسلما ان یتوالی مونی رجل مسلمہ بغیر اذ نہ و ان ملعون فی صحیفۃ من فعل ذلک (صحیح مسلم ۴۹۷) یعنی آپ نے ہر اہل قبیلہ کو نوں بہائی تفصیل لکھوائی اور یہی لکھوایا کہ کسی سلمان کو بائز نہیں کہ کسی مسلمان کے آزاد کر دہ غلام کا متوالی بغیر اجازت معتق کے بن جائے اور جواب کرے گا وہ ملعون ہے۔ و کتب النبی (ص) المجاعة ما تنز من الابل (ابوداؤد مسند ص ۲۶۱) یعنی مجاعہ صحابی کو اس کے بھائی کا نوں، با متوالی نوں کا اپنے لکھ دیا تھا۔

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہاک صحابی کو لکھا تھا کہ ایشیم ضبابی کی دیت سے اس کی بیوی کو ورنہ دے قال الضمک بن سفیان کتب ابی النبی (ص) ان اورث امرؤ اشیم الضبابی من دیتہ زوجہا رملکۃ ۲۵، ترمذی ۴۳۳، واقطنی ص ۴۳۳، ابوداؤد مسند ص ۲۵۶، تاریخ خلیف ہندوی ص ۲۵۶ و ص ۲۵۷) یعنی بیوی منقول شوہر کے خونہا سے جتنی پائے گی۔

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہبیر بن اقیس کو بشرط اسلام ایک سال نامہ چرمی قطعہ پر تحریر فرما دیا تھا داخل رجل معہ قطعۃ ادم قال کتب لی ہذا رسول اللہ الخ (رسالہ ص ۶۳۳ ابوداؤد مسند ص ۲۵۶) اسی طرح عمیر ذی مران اور عت ذی خیوان کو بھی امان نامے لکھوا دیئے تھے کتب النبی (ص) ابی عبد و صلک الخ (ابوداؤد مسند ص ۲۵۶ و طبرانی وغیرہ)۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض خیبر کو ۲۶ حصوں میں تقسیم فرما کر نصف یعنی ۱۸ حصے اسلامی ضرورتوں کے لئے اپنے پاس رکھے اور بقیہ نصف (۸ حصے) صحابہ کرام میں تقسیم کر دیئے، ایک حصہ تین سو صحابی۔ اور ہر بیوی (ام المؤمنین) کو ایک ایک تودق (پیمانہ) اناج و خربار حمت فرمایا۔ یہ سارا تقسیم نامہ تحریری صورت میں تھا، جیسا کہ محدث یحییٰ بن آدم قریشی اپنی کتاب الخراج میں روایت لائے

میں فکتب فیہا النبی (ص) للناس (۱) کتبہ لكل امرأة منهم ثمانون وستاً تسراً وعشرون حباً (میری مشن) یعنی صحابہ کے لئے بھی تحریر کر دیا اور اپنی بی بیوں کے لئے بھی +

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ زمین مذکور کے دوسرے مقاموں کی زمینیں بھی صحابہ کرام کو مرحمت فرمائیں اور ان کو پتہ لکھ دیا تھا، دیکھو صحیح بخاری احمدی باب کتابہ الفطائع (صفحہ ۲۶۶) دہا النبی (۱) الانصار لیکتب لہم بالبحرین الخ (بخاری احمدی صفحہ ۴۴) یعنی انصار کو علاقہ بحرین کی زمینیں لکھوائیں۔ حضرت نجدی کے لئے ارض دہنا لکھنے کا حکم دیا، اکتب لہ یا غلام بالذہنا (ابوداؤد میری مشن ۲۷) بلال بن حارث مرنی کو مدینہ سے قریب ساحلی مقام قبل کی پست و بلند زمین اور جبل قدس کے دامن کی زمین لکھ دی تھی، اکتب لہ النبی (ص) الخ (ابوداؤد میری مشن ۲۲) سند احمدی، مستدرک ماکم صفحہ ۲۶۶ +

(۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وائل بن حجر صحابی رضہ کو جب وہ اپنے وطن حضرت کو واپس جانے لگے تھے تین نوشتے مختلف مسائل (نماز، زکوٰۃ، ربو، بیع، نکاح، شکار، حقوق یتامی، حرمت اشیاء مسکروہ وغیرہ کے) لکھوا کر مرحمت فرمائے تھے جیسا کہ حضرت وائل خود کہتے ہیں احمدی (رسول اللہ) بکتب ثلاثۃ الخ (طبرانی سیف صفحہ ۲۲۲) یعنی میرے لئے تین نوشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر کروائے تھے +

(۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں کے لکھنے والوں کو مغفرت کی بشارت دی ہے قال من کتب عنی اربعین حدیثاً رجاء ان یغفر اللہ لک خفر لک رواہ ابن الجوزی (شعب کنز العمال صفحہ ۵۶) براہیہ سنن احمد یعنی جو شخص میری چالیس حدیثیں بامید مغفرت لکھے گا، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیگا، سبحان اللہ!

(۲۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں کو سندوں کے ساتھ لکھنے کا حکم دیا ہے عن الحسنین قال قال النبی (ص) اذا کتبتما الحدیث فاکتبوا باسناده الخ (بغیۃ الوعاة للبیہقی مبرور صفحہ ۵۳) اپنے دریاہم حدیثیں لکھو تو ان کی سندوں (راویوں کے ناموں) کے ساتھ لکھنا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

EXAMINATION Number:

121130

Date: 9/10/2020

نیز اس نے ایسا ہی کہا ہے کما سیجیٹی

م

احادیث فعلیہ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اواخر عمر میں تمام ماتحت حاکموں کے پاس بھیجنے کے لئے اپنی وہ تمام حدیثیں جن میں زکوٰۃ کے مسائل مذکور تھے تحریری صورت میں ایک جگہ جمع کرا دی تھیں جس کا نام کتاب الصدقہ تھا (یہ کتاب حدیث کی پہلی کتاب ہے جو حکم نبوی میں لکھی گئی) سنن ابی داؤد اور بیہقی وغیرہ میں ہے عن ابن عمر قال کتب النبی ص کتاب الصدقۃ فلم یخرج الی عمالہ حتی قبض فعمل بہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حتی قبض ثم عمل بہ عمر رضی اللہ عنہ حتی قبض ... وہی عند الی عمر قتال الزہری اقدائیہا سالمہ فوعیتہا وہی التی انتسخہ عمر بن عبد العزیز الخ (ابو داؤد مصری ص ۱۷۱ سنن بیہقی ص ۴۴۰ سندک حاکم ص ۳۷۳) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب الصدقہ لکھوائی پھر آپ کا انتقال ہو گیا اور یہ کتاب عاملوں کے پاس نہ جاسکی، آپ کے بعد اس کا نقل ابو بکر نے کیا، صدیق اکبر کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کتاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان میں (معفوظ رہی) چنانچہ آپ کے پوتے سالم نے یہ کتاب امام زہری کو پڑھنے کے لئے دی جسے زہری نے حفظ کر لیا، نیز اس کی نقل خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں سے لے کر کرائی تھی۔ انتہی۔

روایت بالا کے فقرہ "عمل بہ ابو بکر" کی تفصیل صحیح بخاری میں یوں آئی ہے :-

ان ابابکر کتب لانسق هذا الكتاب لما وجهه الی البعین ، بسم الله الرحمن الرحيم

هذه ذریعة الصدقة التي فرض النبی ص الخ (بخاری ص ۱۹۰) وعلیہ

خاتم رسول الله (ابو داؤد حاکم ص ۳۷۳) سندک ص ۳۷۳) یعنی حضرت صدیق اکبر

نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بجزین بھیجنے کے وقت کتاب الصدقہ جس پر رقم نوی ثبت
 تھی، امر حرم فرمائی تھی۔ نیز ملاحظہ جو حسن دار قطنی ص ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶ و سنن کبریٰ للبیہقی

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر عہد میں حدیثوں کی ایک ضخیم کتاب، جس میں تلاوت قرآن مجید، نماز، زکوٰۃ، طلاق، غناق، قصاص، وراثت وغیرہ نیز فرائض و سنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل تحریر کر کے عمرو بن حزم صحابی کی معرفت یمن والوں کے پاس بھجوائی تھی، جیسا کہ سنن معینی میں ہے ان النبی (ص) کتب الی اهل الیمین کتابا فیہ الفرائض والسنن والدیات وبعث بہ مع عمرو بن حزم الخ (سنن معینی ۴/۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں: ہر کتاب عظیم فیہ انواع کثیر من الفقہ فی الزکوٰۃ والدیۃ والاحکام و ذکر الکبائر والطلاق والعتاق واحکام الصلوٰۃ ومس المصنعت وغیر ذلک، قال الامام احمد لا شک ان النبی (ص) کتبہ (زاد المعاد طبع کاغذ مستحضر) یعنی یہ کتاب جس کی بابت امام احمد نے فرمایا ہے کہ بلا شک یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی لکھوائی ہوئی ہے، ایک بڑی کتاب ہے، اس میں بہت سے مسائل شرعیہ لکھے ہوئے تھے، جیسے زکوٰۃ، دیات،

کبار، احکام، طلاق، عتاق، نماز، قرآن پھونے اور بہت سے مسئلے اس میں مرقوم تھے۔ اللہ اکبر!
اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت چاہئے؟

احادیث قولیہ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حدیث کو تحریر میں لانے کا حکم عام مرحمت فرمایا ہے عن
عبد اللہ بن عمرو قال قال النبی (ص) قیدوا العلم فذلت وما نقیدہا؛ قال کتابتہ رستہ
حاکم ص ۱۱۱ تاریخ بغداد و الخطیب ص ۱۰۶ جامع بیان السنن ص ۱۰۱ جامع سنن ترمذی ص ۱۱۱ کنز الدقائق ص ۱۱۱
ص ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰
سے کیا مراد ہے؟ فرمایا قید تحریر میں لانا، اسی طرح کا حکم موقوفاً حضرت عمر، عبد اللہ بن عمر، ابن عباس اور
انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کما سیمجدی۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو عام طور سے حدیثیں لکھنے کا حکم مرحمت فرمایا
تھا، جیسا کہ اوپر ص ۱۱۱ میں مذکور ہوا، وہ حکم یہ ہے اکتبوا ولا جرح (منع الزائد منہ و منتخب کنز ص ۱۴۴)
یعنی حدیثیں لکھو، اب کوئی جرح نہیں رہا (پہلے منع تھا جو منسوخ ہو گیا) چنانچہ صحابہ کرام نے اس
پر جیسا عمل کیا۔ اس کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

فصل دوم

دوسرا ثبوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے
(بعض حدیثوں کا لکھنا)

(۱) میسر بن مشعہ رحمہ نے حضرت معاویہ رحمہ کو ایک بار ایک حدیث لکھ کر بھیجی (بخاری احمدی ص ۳۱)

دست ۱۲ ج ۱ و سلم ۲۱۵ ج ۱ پھر دوسری بار دوسری حدیث لکھ کر روانہ کی (بخاری ص ۶۵۸ و سلم ۲۱۵ ج ۱) *

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو حدیث بخار لکھ کر بھیجی تھی (ابو داؤد دوسری ص ۱۰۱ و سلم ۲۱۵ ج ۱) سند احمد صحیح (۱۲)

نیز مزید سے ایک حدیث سن کر اُسے لکھ لینے کا حکم دیا تھا۔ (ابو داؤد دوسری ص ۱۰۱ و سلم ۲۱۵ ج ۱) سند احمد صحیح (۱۲) و جامع بیان صغائر (۱۲)

(۳) فاطمہ بنت قیس صحابیہ نے ابوسلمہ کو حدیث لکھوائی تھی قال ابوسلمہ کتبْتُ ذلکَ، (الحدیث)

سن فی فاطمۃ الخ (صحیح مسلم ص ۴۴ ج ۱) *

(۴) ابوبکر صحابی نے اپنے بیٹے عبید الرحمن سے دوسرے بیٹے عبید اللہ کے پاس حدیث

لکھوا کر بھیجی تھی قال کتب ابی و کتبْتُ لہ الی عبید اللہ الخ (مسلم ص ۲۰ ج ۱) *

(۵) عبداللہ بن ابی اوفی صحابی نے عمر بن عبید اللہ کی طرف حدیث تحریر کر کے روانہ کی تھی

(بخاری، مدی ص ۲۱۵ ج ۱ و سلم ۲۱۵ ج ۱) *

(۶) ابوسعید خدری صحابی رضی اللہ عنہ والی حدیث تحریر کرنے کے مقرر ہیں (ابو داؤد ص ۱۰۱ ج ۱) *

(۷) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے عامر بن سعد کو حدیث خلفاء قریش تحریر کر کے بھیجی تھی (مسلم ص ۲۱۵ ج ۱) نیز

حدیث ذکر غرض کوڑ لکھ کر دوسری بار روانہ کی (مسلم ص ۲۱۵ ج ۱) غالباً انہیں جابر کی بابت حافظ ابن عبد البر

نے جامع بیان العلم میں تحریر کیا ہے قال الربیع دأیت جابراً یکتب فی الاطواح (صحیح ابن جابر)

تختیوں میں حدیثیں لکھتے تھے *

(۸) رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ صحابی جنہوں نے حدیث لکھنے کی اجازت اس شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حاصل کی تھی (دیکھو ثبوت اول کا نمبر ۳) ان کے حدیث لکھنے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ وہ مروان سے

کہتے ہیں ذالک الحدیث مکتوب عند نافی ادیم خولانی ان شئت اقرانک (صحیح مسلم ص ۱۱ ج ۱)

سند احمد صحیح (۱۲) یعنی مدینہ کے حرم ہونے کی حدیث میرے پاس خولانی چرم کے فرد پر لکھی ہوئی ہے۔ اگر

چاہو تو اُسے لا کر تمہیں سنادوں *

(۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے حدیثیں سن کر لکھا کرتے تھے (ابن سعد ص ۲۳۲) پھر دوسروں کو بھی حدیث لکھ کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ مدعی علیہ پر تنہا کی حدیث ابن عباس نے بن ابی نیکہ و لکھ کر کئی بی (بخاری ص ۱۰۲) صحیح مسلم میں ہے کہ نجد و حروری کو ابن عباس نے یہ حدیث لکھی (ابن النبی ص ۱) یخز و بالذکر (بخاری ص ۱۰۲) چنانچہ ابن عباس کی لکھوائی ہوئی حدیثوں کی کتاب اہل طائف کے پاس موجود تھی (ترمذی ص ۵۱۲) ابن عباس کا یہ قول بھی منقول ہے قتیبا و العلم بالکتاب (جامع بیان اسماء ص ۱۰۲) یعنی علم حدیث کو قید تحریر میں لاؤ۔

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عمر نبوی میں ایک روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھی پھر لکھ کر آپ کو سنائی۔ قال: سمعتہا من النبی (ص) فکتبتہا و عرضتها علیہ، سندک حاکم ص ۲۵۶) اپنے ایک بیٹے کو بھی ایک حدیث لکھنے کا حکم دیا قال: ... فقلت لابنی (کتبہ رجب ص ۱۰۲) یعنی اے بیٹے! اس حدیث کو لکھ لو۔ اُس نے لکھ لیا۔ پھر اپنے دو بیٹوں کو عام طور سے تمام حدیثوں کو تحریر میں لانے کا حکم دیا۔ جیسا کہ محدث خطیب بغدادی نے اپنی کتاب سنن اصحاب الحدیث میں نقل کیا ہے ان النسا امرت انفسہ و موسی ابیہما بکتاہ الحدیث و الاسناد عن النبی (ص) و نقلہا (ص ۱۲۹) یعنی انس رضی اللہ عنہ نے اپنے دو بیٹوں نصر اور یزید کو حدیث نبوی سیکھنے اور ان کو سند کے ساتھ لکھنے کا حکم دیا تھا۔ چر جب ان کو اللہ نے بہت سے بیٹے دیئے (بہ دعائے رسول جن کی تعداد قریب ۱۲۹ کے ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں سے ذفن ص ۱۰۲) بضع و عنہ یرون و مائتہ ص ۱۲۹) تو اپنے سب بیٹوں کو حدیثیں لکھنے کا حکم دیا۔ وعن انس انہ کان یقول لابنہ قتیبا العلم بالکتاب (بخاری ص ۱۰۲) سندک حاکم ص ۱۰۲) جامع بیان اسماء ص ۱۰۲) یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے تمام بیٹوں سے فرماتے کہ علم حدیث کو قید تحریر میں لاؤ۔ ابان کا انس سے حدیث لکھنا دایمی مشق میں منقول ہے۔ فتلک عشرة کا ملہ۔

صحابہ کا تمام حدیثوں کا لکھنا

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو تمام حدیثیں لکھنے کا حکم (ملنا) ثبوتِ اول کے نمبر میں بیان ہو چکا ہے۔ اب اُن کا عمل سنئے :-

ان عبد اللہ بن عمرو کان یکتب الخ (بخاری احمدی صحیح ۲، ترمذی صحیح ۱، دارمی صحیح ۱) حضرت عبداللہ ساری حدیثیں لکھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر لکھا کرتے تھے (دارمی ص ۱) ان تمام احادیث کے مجموعہ کا نام انہوں نے صحیفۃ صادقہ رکھا تھا، چنانچہ فرمایا کرتے مایرَغُبْنِیْ فِی الْحَیْوةِ اِلَّا الصَّدَاقَہَ وَہِیْ صَحِیْفَۃٌ کَتَبْتُہَا مِنْ النَّبِیِّ (ص) (دارمی ص ۱) ابن سعد ص ۱۲۵ ج ۲ جامع بیان العلم ص ۱۲۱) یعنی یہ حدیث کی کتاب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھی ہے اس لئے میری تمنا ہے کہ میں ابھی کچھ دنوں اور زندہ رہوں تاکہ اس سے فائدہ اٹھاؤں وہ اس صحیفہ (کتاب) کو مختلف لوگوں کو دکھلایا کرتے تھے، چنانچہ ترمذی میں ہے القلی عبد اللہ الی ابی راشد صحیفۃ فقال هذا اما کتب لی رسول اللہ (ص) قال فظننت فیہا الخ (ص ۱۲۵) یعنی حضرت عبداللہ نے اپنا صحیفہ ابوریش کو دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ہے یہ کتاب اُن کے پوتے عمرو بن شعیب کے پاس موجود تھی جسے دیکھ دیکھ کر وہ حدیث بیان کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اُن پر ضعف کا حکم لگا (ترمذی ص ۱۲۱) صحابہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی حدیث کی یہ پہلی کتاب ہے +

(۲) حضرت ابوہریرہؓ کے پاس احادیثِ نبویہ بہت سی کتابوں (جلدوں) میں لکھی ہوئی موجود تھیں، چنانچہ حسن بن عمرو کہتے ہیں ارانا (ابوہریرۃ) کتباً کثیرۃ من حدیث النبی (ص) وقال هذا هو مکتوب عندی (فتح الباری انصاری بارہ اول ص ۱۲۱ وجامع بیان العلم لابن عبد البر ص ۱۲۱) ہم کو ابوہریرہؓ نے احادیثِ نبویہ کی بہت سی کتابیں دکھائیں جو اُن کے پاس تھیں۔ ان کتابوں سے تابعی لوگ

حدیثیں نقل کیا کرتے تھے جیسا کہ اشیر بن ہنبل کہتے ہیں کُنْتُ أَخْذُ الْكِتَابَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَالْتَبَهَا (ترمذی ص ۲۵۰، دارمی ص ۵۸، شرح صانی الاکابر ص ۲۴۶، جامع بیان العلم ص ۱۶۱) کہ میں ابو ہریرہ سے اُن کی کتابیں لے کر اس سے حدیثیں نقل کیا کرتا تھا (حضرت ابو ہریرہ ۴، ۵۲۴ حدیثوں کے حافظ تھے دیکھو شرح مفید مسلم ص ۵۔ پس ان کتابوں میں یہی سب حدیثیں لکھی ہوئی ہوں گی۔ اسی لئے کُنَّا نَكْنِيَهُ كَافِظًا (آیا ہے) (۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی حدیثوں کو ایک کتاب میں لکھ رکھا تھا جسے اُن کے بیٹے عبدالرحمن لوگوں کو دکھایا کرتے تھے، چنانچہ معن کہتے ہیں اَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كِتَابًا وَحَلَفَ لِي أَنَّهُ خَطُّ أَبِيهِ بَيِّنَةٌ (جامع بیان العلم ص ۱۶۱) کہ عبدالرحمن نے مجھے حدیث کی ایک کتاب دکھائی پھر تم کھانی کہ یہ کتاب میرے والد عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

خلفاء راشدین کا عمل

(۴) خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک کتاب میں پانچ سو حدیثیں لکھ رکھی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں نَالَتْ عَائِشَةَ جَمْعَ ابْنِ الْحَدِيثِ عَنْ النَّبِيِّ (ص) فَكَانَتْ خَمْسَ مِائَةِ حَدِيثٍ (ستج کرامات ص ۵۸، ذکرہ اعجاز ص ۱۶۱) کہ میرے ابا نے آنحضرتؐ کی حدیثیں لکھنی شروع کیں تو ان کا شمار پانچ سو تک پہنچا (آگے واقعہ تحریر صحیح نہیں)۔

(۵) خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ نے غنیم بن فرقہ کے پاس مقام آذربائجان حدیث نخی الثبی (عن الحدیر الخ لکھ کر بھیجی تھی (صحیح مسلم ص ۱۹۱) اور تمام صحابہ کو حکم دے رکھا تھا قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ (دارمی ص ۵۸، متدرک حاکم ص ۲۱۰، جامع بیان العلم ص ۱۶۱) یعنی علم حدیث کو قید تحریر میں لاؤ (یہی قول ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے بھی دارمی ص ۶۹ میں منقول ہے)۔ حضرت عمرؓ نے خود بھی تمام حدیثوں کو لکھ کر جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا بلکہ لکھنا بھی شروع کر دیا تھا جیسا کہ حافظ ابن عبد البرؒ لکھتے

ہیں ان عمر بن الخطاب اراد ان یکتب هذه الاحادیث او کتبها (جامع بیان العلم ص ۱۶۱) +

(۶) خلیفہ چہارم حضرت علی کا ایک صحیفہ میں حدیثیں لکھنا ثبوتِ اہل کے نمبر ۲ میں بیان ہو چکا ہے، اس کے علاوہ ایک کتب "قضایا" لکھی تھی جس میں احکامِ قضاء کی حدیثیں جمع کی تھیں (حدیث مسند عن ابن عمر) اور اپنے محرمات کو حکم دیا رکھا تھا کہ اذا کتبتم الحدیث فاکتوبوا باسمنا۔ رواہ حاکم عن علی۔ (تبکرات ص ۴۷) جب تم احادیثِ نبویہ کو لکھتے ہو تو ان کی سندوں کو بھی ساتھ ہی لکھو جن سے تم نے حدیث سنی ہے (ایسا ہی حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ثبوتِ اہل کے آخری نمبر ۲ میں نقل ہو چکا ہے)۔ واصل فیما نقلنا، کتایف، من لا یفہد در سایۃ۔

فصل سوم

تیسرا ثبوت تابعین عظام جمہم اللہ کے عمل سے
(بعض حدیثوں کا لکھنا)

(۱) نافع تابعی حضرت ابن عمر کے سامنے بیٹھ کر ان سے حدیثیں سنتے جاتے اور لکھتے جاتے تھے۔ یکتب بین ید ید، یہ (دوسری صفحہ) پھر دوسروں کے پاس حدیث لکھ بھجیتے تھے چنانچہ ابن عون کو نافع نے حدیث غزوہ بنی مصطلق لکھ کر بھیجی تھی (بخاری ص ۳۳۵ و مسلم ص ۱۱۶) ایک بار اور بھی انہیں ابن عون کو حدیث نقلنا رسول اللہ بعدا والی نافع نے تحریر کر کے روانہ کی تھی (بخاری ص ۳۳۵) یعنی مسئلہ انفال کی تفصیل کی حدیث۔

(۲) عمر بن عبد اللہ بن ارقم تابعی نے عبد اللہ بن عتبہ کو حدیثِ عذتِ مائہ یعنی قسۃ بیعہ صحابہ مع جوابِ نبوی کے لکھ کر بھیجا تھا۔ (مسلم ص ۱۸۶)۔

(۳) عبد اللہ بن محمد تابعی حضرت جابر بن عبد اللہ سے حدیثیں سن کر لکھ لیا کرتے تھے جب کہ وہ خود کہتے

میں قال عبد اللہ کننا فی سجالاً منسأله عن سنن التبی صلعم فنکتہما رشرح صانی الآثار
للطاوی ص ۱۲۳ ترجمہ بیان ہو چکا۔

(۴) وہب بن منبہ تابعی نے حضرت جابر رضی کی تمام حدیثوں کا مجموعہ لکھ کر تیار کیا تھا جو اسمعیل بن
عبد الکرم کے پاس تھا۔ (تہذیب التہذیب بغداد ص ۱۲۳)

(۵) سلیمان بن قیس بیکری تابعی نے حضرت جابر رضی کی حدیثوں کا دوسرا مجموعہ لکھ کر بنایا تھا جس
سے امام شعبی تابعی وغیرہ نے حدیثیں نقل کی ہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۲۳)

(۶) سلیمان بن سمرہ تابعی نے اپنے والد سمرہ بن جندب رضی صحابی سے حدیثوں کا ایک بڑا نسخہ لکھا
جو روایت کیا ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۲۳)۔

(۷) عروہ تابعی نے عروہ کی حدیثیں لکھ کر جمع کی تھیں جیسا کہ کشف الظنون میں ہے اقل من
صنف فیہا عروہ بن الزبیر (ص ۱۲) اور خلیفہ عبد الملک اموی کو عروہ نے اس کتاب کی ایک
نقل روانہ کی تھی (طبرہ ۱۲۸۵) فوسس اُن کی یہ کتاب بنگ حرہ (مدینہ) میں جل گئی یہاں یوں لکھا ہے:

(۸) طاؤس تابعی نے دیت (غونہ) کی حدیثیں لکھ کر جمع کی تھیں جیسا کہ بیہقی میں ہے عن طاؤس
ان عندہ کتابا من العقول نزل بہ الوحی وما فرض التبی (ص) (مستخرج البیہقی طبع مصر ص ۱۲۳)
طاؤس کے پاس اُن دیتوں کی کتاب تھی جو وحی سے نازل شدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مقرر کردہ تھیں۔

(۹) زہری تابعی نے خلیفہ ہشام اموی کی فرائض پر اُس کے ولی عہد کے لئے ایک کتاب میں
چار سو حدیثیں لکھ دی تھیں، جیسا کہ زہری لکھتے ہیں ان ہشام بن عبد الملک سأل الزہری
ان یبلی علی بعض ولدہ شیئاً فاصلى علیہ اربع مائت حدیث (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۲۳) ترجمہ بیان ہو چکا۔
(۱۰) ابو بردہ تابعی نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری رضی صحابی سے بہت سی حدیثیں سُن کر لکھ ڈالی

تھیں جیسا کہ ابن عبد البر لکھتے ہیں عن ابی ہریرۃ قال کتبت عن ابی کتابا کثیرا (جامع بیان العلم ص ۱۷۷ ج ۱) یعنی میں نے اپنے والد سے بہت کچھ لکھا تھا۔

(۱۱) سعید بن جبیر تابعی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیثیں سن کر لکھا کرتے تھے۔ کنت اسمع من ابن عمر وابن عباس الحدیث باللیل فاکتبه (دارمی ص ۱۷۷ ج ۱) یعنی رات کو حدیث سن کر لکھتے۔

(۱۲) غنترۃ تابعی نے حضرت ابن عباس سے حدیث سن کر ان کی اجازت سے تحریر کی عن غنترۃ بن عبد الرحمن الکوفی قال حدثنی ابن عباس بحدیث فقلت اکتبه حنک فرخص لی (دارمی ص ۶۹ جامع بیان العلم ص ۱۷۷ ج ۱) ابن عباس نے ان کو تحریر حدیث کی رخصت دی۔

(۱۳) بہت سے تابعین حضرت براء بن عازب صحابی کے پاس حدیثیں لکھا کرتے تھے قال عبد اللہ رأیتهم یمکتون عند البراء بن عازب باطراف القصب (دارمی ص ۶۹ جامع بیان العلم ص ۱۷۷ ج ۱) یعنی تابعین براء کے قلموں سے براء کے پاس حدیث لکھتے تھے۔

(۱۴) بشیر بن نبیک تابعی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی سے جو حدیثیں سنتے لکھ لیا کرتے تھے عن بسیر بن نبیک قال کنت اکتب ما اسمع من ابی ہریرۃ (دارمی ص ۱۷۷ ج ۱) جامع بیان العلم ص ۱۷۷ ج ۱) کہ دوسری فصل میں مفصل گزر چکا ہے۔

(۱۵) ہمام بن منبہ تابعی نے ابو ہریرہ سے ۱۴۰ حدیثیں سنی تھیں (تذیب ص ۱۸۷ ج ۱) ان حدیثوں کا مجموعہ ”صحیفۃ ہمام“ کے نام سے لکھ کر تیار کیا تھا (تذیب ص ۳۱۶ ج ۱)۔ خلاصۃً تذہیب میں ہے عن ابی ہریرۃ نسخت صحیفۃ (ص ۳۱۶ ج ۱) یعنی ابو ہریرہ سے سنی ہوئی حدیثوں کا نسخہ ان کا صحیح ہے۔ امام احمد نے ہمام کا یہ پورا صحیفہ اپنی مسند جلد دوم میں ص ۳۱۲ سے ص ۳۱۸ تک نقل کر دیا ہے۔

تابعین کا تمام حدیثوں کو یکھکر جمع کرنا

(۱) امام زہری تابعی کی عادت تھی کہ کان یکتب کل ما سمع (جامع بیان السنن صحیح) جو کچھ (حدیث) و اثر سنتے تھے سب لکھ لیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے تمام سنن نبویہ و آثار صحابہ لکھ کر جمع کر لی تھیں جیسا کہ صالح بن کیسان کہتے ہیں قال لی الزہری تعال نکتب السنن فکتبنا ما جاء عن النبی (ص) وعن الصحابة فأنه سنة فکتب (منتخب کنز العمال صحیح) جامع بیان السنن صحیح) یعنی آدھم تم بل کر تمام احادیث نبویہ و آثار صحابہ کو لکھ ڈالیں کہ ایسا کرنا سنت ہے۔ پس زہری نے سب لکھ ڈالا یہ واقعہ نمبر ۵ سے ملگ ہے۔

(۲) خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تابعی نے اپنی حکومت کے زمانہ میں جمع و کتابت احادیث پر خاص توجہ کی، خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی کتاب الصدقہ عبداللہ بن عمرو کے بیٹوں سے نقل کرائی (جیسا کہ اوپر "احادیث فعلیہ" کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے) اور تمام شہروں کے علماء حدیث کو نیز خاص خاص اصحاب حدیث کو جمع و کتابت احادیث کا حکم بھیجا۔ چنانچہ تمام شہروں کی بابت حوالہ ملاحظہ ہو۔ فتح الباری میں ہے کتب عمرو بن عبدالعزیز ابی اکافاق النظر و احادیث التبی (ص) فأجمعوا (پہلا پارہ ۱ ص ۱) یعنی خلیفہ مذکور نے تمام قافلوں میں تحریری حکم جمع احادیث کا بھیجا تھا۔

(۳) خاص نامزد کر کے جن علماء کو حکم دیا اُن میں سے ایک سعد بن ابراہیم ہیں وہ خود کہتے ہیں قال سعد ابن عمر بن عبد العزیز جمع السنن فکتبنا ما دفننا و دفننا (جامع بیان السنن صحیح) کہ ہم نے خلیفہ مذکور کے حکم سے حدیثوں کے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے تھے۔

(۴) اُن علماء میں سے دوسرے بزرگ ابوبکر بن حزم ہیں امام بخاری فرماتے ہیں کتب عمرو بن عبدالعزیز ابی بکر بن حزم نظر ما کان من حدیث فاکتبه (بخاری احمدی ص ۲) یعنی خلیفہ مذکور

نے ابن حزم کو احادیث نبویہ لکھنے کا حکم دیا، چنانچہ انہوں نے بھی حدیثیں لکھیں۔

۵۔ اُن محدثوں میں تیسری ہستی امام زہری کی ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں: دَقْنُ الْحَدِيثِ ابْنُ شَهَابِ الزَّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ثُمَّ كَثُرَ التَّدْوِينُ وَالتَّصْنِيفُ الْخَرَجُ الْبَارِي لِلنَّسَائِيِّ بِمِثْلِهِ، اِلَيْهِ ابْنُ زُهْرِي نَفَى بَعْضُ غُلْفِهِ مَذْكُورُ كَيْفِ حُكْمٍ سَعَى (علاوہ ذاتی طور سے احادیث جمع کرنے کے جس کا ذکر اوپر نمبر اول میں ہوا ہے، دوبارہ کتابوں میں احادیثیں مدقن اور جمع کیں۔) ابن حجر کہتے ہیں: پھر اس کے بعد نوکثرت سے حدیث کی کتابیں مدقن ہوئیں اور تصنیف کی گئیں۔ ان کتابوں کا مفصل حال (جو صحاح شہ سے پہلے لکھی جا چکی تھیں) کتاب کشف الظنون جلد دوم صفحہ ۳ میں زیر عنوان "السنن الموجودة قبل الضميمة" مرقوم ہے۔ ان میں سے مسند ابی داؤد ^{سلی} مسند شافعی، مؤطاء مالک طبع ہو کر شائع بھی ہو چکی ہیں، اور سنن سعید بن منصور، مسند ابی عوانہ، معقف و مسند ابن ابی شیبہ وغیرہ قلمی ہیں جو مختلف کتب خاؤں میں موجود ہیں۔

جب یہ واضح ہو چکا کہ امام زہری کے بعد تدوین احادیث کا سلسلہ بکثرت جاری ہو گیا تھا تو ہم کو اس امر کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ تابعین کے بعد والے قرون کی تالیفات کی فہرست لکھیں۔ مختصر طور سے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ محدثین کرام نے احادیث کی کتابت اور تدوین کے تین دور قائم کئے ہیں۔ پہلا دور ستلہ تک قائم رہا۔ دوسرا دور ستلہ تک اور تیسرا دور تیسری صدی کے بعد تک قائم رہا۔ پہلے دور کا تمام سرمایہ دوسرے دور کی کتابوں میں ہے اور دوسرے دور کی کتابوں کا تمام مواد تیسرے دور کی کتابوں میں کھپا دیا گیا، ان دونوں دور کی کتابوں کا سرمایہ آج ہزار ہا اوراق میں ہمارے پاس موجود ہے فالحمد لله علی احسانہ۔ لہذا جس قدر ہم لکھ چکے ہیں وہ کافی وافی شافی ہے ع

درخانہ اگر گرس است حرفے بس است

خاتمہ

تحقیق روایت منع کتابت احادیث و دیگر امور

فصول مذکورہ بالا کے پڑھ لینے کے بعد ناظرین باتمکین کو بخوبی واضح ہو گیا ہو گا کہ جن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ حدیثوں کی تدوین دوسری صدی ہجری میں ہوئی ہے ان کا یہ زعم کس قدر غلط باطل اور حقیقت سے بعید ہے۔ نیز جن کے نزدیک کتابت و تدوین احادیث "بدعت حسنة" کی ایک عمدہ مثال ہے۔ ان کی نظر کس قدر کوتاہ اور ان کی تحقیق کتنی خلاف واقع ہے کیونکہ حقیقتِ اصل یہ تو یہ ہے کہ کتابت و جمع احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فعلِ نبی صہابہ کے عمل سے ہوئی ہے۔ پہلی اور دوسری فصل کو پھر پڑھیے اور غور سے دیکھیے۔

رہا یہ عمل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں کے لکھنے سے منع فرمادیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے :-

قال النبي (ص) لا تكتبوا عني ومن كتب عني غير القرآن فليحط

(ص ۲۵)

یعنی میری حدیث نہ لکھو، جس نے لکھی ہو وہ مٹا دے۔ سو واضح ہو کہ یہ حکم منع صرف زمانہ نزولِ قرآن تک مختص تھا اس لئے کہ اس وقت قرآن لکھا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ حدیثوں کے بل جانے کا خوف تھا۔ جب قرآن کتابی صورت میں جمع ہو چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں لکھنے کی اجازت دے دی بلکہ خود بھی لکھوائیں اس طرح پہلی مانعت کو خود ہی اٹھا دیا۔ جیسا کہ اس باب (دوم) کی تفصیل اذان میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ محدثین عظام

کی تحقیق بھی یہی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

فتح الباری شرح بخاری میں ہے النہی مقدم والاذن ناسخ لہ (مستاپ ۱)۔

منہاج شرح مسلم میں ہے بحديث النہی منسوخ (مستاپ ۱۵ ج ۲)۔

رسالۃ ناسخ منسوخ لابن ابوزنبی میں ہے نسخ فی ما قول الامام احمد اجاز

الکتابۃ (مستاپ ۱۳ طبع مصر)۔

ابن قتیبہ اپنی کتاب تاویل مختلف الحدیث میں لکھتے ہیں نہی فی اول الامر

عن ان یکتب ثم راى ان تکتب و تقید (مستاپ ۳۵ طبع مصر)۔

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث لکھنے کی ممانعت کا حکم پہلے ہوا تھا۔ بعد میں

منسوخ ہو گیا اور حدیث لکھنے کی اجازت ہو گئی۔

امام بخاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ منع کی روایت مرفوع ہی نہیں ہے بلکہ موقوف ہے

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہے۔ بلکہ راوی صحابی کا قول ہے جو اجازت

کی حدیث مرفوع سے مدفوع ہے۔

فتح الباری میں ہے الصواب وقفہ علی ابی سعید قالہ البخاری غیر

مستاپ ۱۱ یعنی روایت مسلم مذکورہ کا راوی ابوسعید پر موقوف ہونا ہی صواب

اور درست ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے حدیثوں کے لکھنے کے ثبوت میں، قرآن مجید کی ایک آیت

سے دلیل پکڑی ہے۔ طحاوی لکھتے ہیں:-

قال ابو حنیفہ کما امر الله بكتابة الذین خوف الرب فی قوله تعالیٰ
ولا تسأمو ان تکتبوه صغیراً او کبیراً الی اجله ذلکم اقسط عند
الله واقوم للشهادة وادنی ان لا ستربوا . کان العلم الذی حفظه
اصعب من حفظ الذین احرى ان یباح کتابته خوف الزیب فیہ

والشک (شرح معانی الآثار ص ۳۸۳ ج ۲) *

یعنی جب کہ اللہ تعالیٰ نے شک و شبہ سے بچنے کے لئے قرض کے لکھ لینے کا حکم
اس آیت میں دیا ہے ، ارشاد ہے کہ قرض مقبوضا ہو یا زیادہ اس کے لکھنے میں سستی نہ کرو ،
اُسے مدت سمیت لکھو۔ یہ لکھ لینا اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے اور شہادت کو ٹھیک
رکھنے والا ہے ، تم شک و شبہ میں نہ پڑو گے۔ تو علم حدیث کا یاد رکھنا قرض کے یاد رکھنے
سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ لہذا حدیث میں شک و شبہ سے بچنے کے لئے اس کے لکھنے
کی اجازت و اباحت زیادہ ضروری ہے۔ سبحان اللہ کیا خوب استدلال ہے۔ فلیہ ذکرہ
و علی اللہ اجرہ *

علاء ابو الملیح نے ایک اور ہی آیت سے دلیل پکڑی ہے فرماتے ہیں :-
یعیبون علینا المکتب وقد قال الله علمها عند ربی فی کتاب

زادرمی ص ۳۷ و جامع بیان العلم ص ۱۱ ج ۱ *

یعنی لوگ ہم محدثین پر حدیثوں کے لکھنے کے باعث عیب لگاتے اور اعتراض کرتے
ہیں ، حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ ”قرآن کا علم اللہ کے پاس لکھا ہوا ہے“۔ پس اللہ تعالیٰ
جس کی شان یہ ہے لایضل ربی ولا ینسی (طہ) جو اُسی آیت کے بعد مذکور ہے کہ وہ
نہ غلطی کرے نہ بھولے ، پھر بھی وہ لکھتا ہے ، تو ہم جو غلطی کرتے اور بھولتے ہیں ان کو انسان

مَرْكَبُ النِّسْيَانِ یعنی آدمی سواری ہے بھول کی۔ بھول چوک انسان پر سوار رہتی ہے تو ہم احادیث کو کیوں نہ لکھ لیا کریں؟ یہ استدلال بھی خوب ہے۔

ولیکن هذا اخر ما اردت ايراده في هذه الرسالة الثالثة
والحمد لله في الاولى والاخره - ختم الله لي بالحسنى، واذقني
حلاوة رضوانه الا سئني ۛ

يلوح المخط في القرباس دهرًا
وكاتبه رميم في التراب

تمام شد



فہرست

اسماء، مقامات و کتب وغیرہ

- | | |
|---------------------------------------|---|
| ابن کثیر، حافظ ۱۲، ۲۴، ۲۵، ۲۹، ۳۱۔ | ابان ۴۵۔ |
| ابن ماجہ، سنن ۱۳، ۲۶۔ | ابن ابی داؤد ۲۶۔ |
| ابن مردویہ، کتاب ۳۸۔ | ابن ابی ملیکہ ۴۵۔ |
| ابن سعد، ۲۳، ۲۴، ۴۰۔ | ابن حارود ۴۲۔ |
| ابن یونس، فاضل ۲۷۔ | ابن الجوزی ۴۰۔ |
| ابنہ عبداللہ بن حارث ۳۰۔ | ابن حبان : صحیح ۳۷، ۴۲۔ |
| ابوالاحوص ۲۳۔ | ابن حجر، حافظ ۲۱، ۲۷، ۳۱، ۵۲۔ |
| ابو امامہ ۱۹۔ | ابن حزم ۲۹۔ |
| ابو ایوب انصاری ۲۶۔ | ابن حزم = ابوبکر بن حزم |
| ابو بردہ ۴۹، ۵۰۔ | ابن خزیمہ : صحیح ۴۲۔ |
| ابوبکر، صدیق رض ۱۷، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۳۱۔ | ابن سعد = طبقات ابن سعد |
| ۳۲، ۳۷، ۴۱، ۴۰۔ | ابن شہاب الزہری = زہری |
| ابوبکر بن حزم ۵۱، ۵۲۔ | ابن عباس رض ۱۰، ۱۱، ۲۱، ۲۹، ۳۳، ۴۵، ۵۰۔ |
| ابوبکرہ رض (صحابی) ۴۴۔ | ابن عبدالبر، حافظ ۴۴، ۴۷، ۵۰۔ |
| ابو حذیفہ ۲۴۔ | ابن عکیم = عبداللہ بن عکیم |
| ابو حذیفہ رض، امام ۵۴، ۵۵۔ | ابن عمر = عبداللہ بن عمر |
| الوداؤد : سنن ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۳۶، ۳۷۔ | ابن عمران ۲۰۔ |
| ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲۔ | ابن عون ۴۸۔ |
| الوالد رداء ۲۶۔ | ابن قتیبہ ۱۵، ۲۸، ۵۴۔ |
| الوراشد ۴۶۔ | ابن قتیبہ ۳۷، ۴۲۔ |
| الوزاع ۴۵۔ | |

ابوزيد ٢٢، ٢٣، ٢٤ -

ابوسعید خدری ر ٥٣، ٥٤ -

ابوسلطة ٣٣ -

ابوشاه مینی ٣٣ -

ابوعمر ٢٣ -

ابوالسج ٥٥ -

ابوموسی اشعری ٢٣، ٣٠، ٣١ -

ابوهريرة ر ١٨، ٢٢، ٣٢، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١ -

ابولیلی ٣٣ -

ابویونس ٢٤ -

أبی بن کعب ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥ -

إتقان ١١، ١٢، ١٣ -

احمد ر ١٢، ١٣، ١٤، ١٥ -

اذر بی جان ٣٤ -

آریه مسافر، اخبار ٣ -

ازالة الخفاء ١٢، ١٣، ١٤، ١٥ -

اساس البلاغة ١٠ -

أسماء ٣٤ -

اسحاق بن ابراهيم طوسی ٣٤ -

أسد الغابة ٢٣ -

اسماعيل بن عبد الكريم ٣٩ -

استيعاب، کتاب ٢٤، ٣٥ -

أشيم ضیائی ٣٩ -

إصابة ٢٤، ٣٥ -

اعلام السائلین فی مکاتیب سید المرسلین ٣٤ -

اکبر سچ، پادری ٣ -

أم سلمة، أم المؤمنين ٢٤ -

ام ورقة بنت نوفل ٣٠ -

انس ر ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠ -

اوس بن حذيفة ١٣، ١٤، ١٥ -

اہل حدیث، اخبار ٥ -

ایلة ٣٤، ٣٥ -

ب

بحر العلوم، مولانا ١٣ -

بحرین ٣٠، ٣١، ٣٢ -

بخاری ر ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥ -

براء بن عازب ٥٠ -

بشير بن نهيك ٣٤، ٥٠ -

بغية الوعاة ٣٣، ٥٠ -

بلال بن عارث مرنی ٣٠ -

بلوغ المرام ٢٠، ٣٢ -

بنو ثقیف ٣، ١٤ -

بنو أمية بن اقيش ٣٩ -

بنو ابيث ٣٣ -

بنو مصطلق ٣٨ -

بصيرة، پندت ٣ -

بیر معونة ١٩، ٣٠ -

بيعتي: سنن ١٤، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨ -

ت

تاريخ خليب ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠ -

تاريخ الخلفاء ٢٥ -

تاريخ صغير ٢٤ -

تاويل القرآن ٣ -

تاويل مختلف الحديث ٥٣ -

تجوک ۱۳-

تبیان = کتاب التبیان فی آداب القرآن
تذکرۃ الحفاظ ۲۶، ۴۶، ۴۹-

ترمذی، جامع ۳۵، ۳۸، ۳۹، ۴۵، ۴۶، ۴۷-
تفسیر ابن کثیر ۴۲-

تواتر قرآن، رسالہ ۲۱-

تذیب، التذیب ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۰-

ث

ثابت بن بشیر بن ابی زید ۳۰-

ثامر بن اثال ۳۵-

ج

جابر بن ۴۸، ۴۹-

جابر بن عمرة ۴۴-

جامع بیان العلم ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷-
۵۵، ۵۱، ۵۰، ۴۹-

جامع ترمذی = ترمذی

جامع صغیر ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۳۳، ۴۳-

جبریل ۱۶، ۱۵-

جوش ۳۷-

جزیرۃ العرب ۳۷-

جمرة اشعار العرب ۲۶-

جنیۃ، قبیلہ ۳۷

ح

حارث محاسبی ۳۲-

حافظ عسقلانی = ابن حجر

حاکم ۱۲۲، ۳۵، ۳۸-

حدیثیۃ ۳۶-

حدیثۃ ۲۷

حرۃ ۴۹

حُرث نجدی ۴۰-

حن بن عمرو ۴۶

حسین ۴۰-

حضر موت ۴۰-

حفصۃ بنت عمرؓ، ام المؤمنین ۲۷، ۲۸، ۳۲-

حکیم بن حزام ۱۹-

حنبل ۳۷-

حنظلہ ۳۶-

خ

خازن، تفسیر ۱۰-

خزاعۃ، قبیلہ ۳۴-

خزرو پرویز = کسریٰ-

خطیب بغدادی ۳۰، ۴۵-

خلاصۃ تذهیب ۵۰-

خیبر ۲۶، ۳۹-

د

دارقطنی، سنن ۱۱۹، ۱۲۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۲-

دارقطنی، مسند ۳۰، ۳۵، ۴۲، ۴۷، ۴۸، ۴۹-

۵۵، ۵۰-

دہناء ۴۰-

ذ

ذکوان، غلام حضرت عائشہؓ ۲۷-

ذہبی، حافظ ۳۷-

ر

رافع بن خدیج ۳۴، ۳۵، ۴۴-

ربيع ٢٢

رسالة نسخ ومنسوخ ٥٢، ٢٣

ز

زاد المعاد ٢٢، ٣٤

زهرى، امام ٥٢، ٥١، ٢٩، ٢١

زيد بن ثابت ر ١٢، ١١، ١٨، ١٥، ٢٢، ٢٣، ٢٤

٣٢، ٣١، ٢٨

زيلي ٣٤

س

سالم ٢١، ٢٢

سبعة معلقة ٢٦

سخرى ٣٥

سرى بانك، راجع ٣٤

سعد بن ابراهيم ٥١

سعد بن عبيد بن نعمان = البزید

سعيد بن جبیر ٥٠

سلمان فارسی ر ٣٦

سليمان بن سمره ٢٩

سليمان بن قيش يشكرى ٢٩

سمره بن جندب ر ٢٩

سنن سعيد بن منصور ٥٢

سنن مجتبى ٢٢

سبيل بن عمرو ٣٦

سيرت ابن هشام ٣٦، ٣٥

سيوطى ٢٠، ٣٢، ٢٥، ٢٢، ١٦

ش

شافى، امام ٢٢

شاو حش = سنجاشى

شام ٢٩، ٢٨

شرح مسلم ١٣

شرح معانى الآثار للطحاوى ٥٥، ٢٩، ٢٤، ٣٥

شرف اصحاب الحديث ٢٥

شعبى، امام ٢٩، ٢٦

ص

صلح بن كيسان ٥١

مزارح ٤

صحيح بخارى ١٢، ١١، ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥

٢٤، ٢٨، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥

١٤٠، ١٣١، ١٣٢، ١٣٣، ١٣٤، ١٣٥، ١٣٦، ١٣٧، ١٣٨، ١٣٩

صحيح مسلم ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩

١٢، ١٣، ١٤، ١٥، ١٦، ١٧، ١٨، ١٩، ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥

صحيفة صادقة ٢٦

صحيفة بهام ٥٠

صواعق محرقة ٢٥

ض

ضحاك بن سفيان ٣٩

ط

طائفت ١٣، ٢٥

طاؤس ٢٩، ٢٩

طبرانى ٢٩، ٣٨، ٣٥، ٢٦

طبرانى اوسط ١١

طبرانى صغير ٢٠، ٣٤

طبرانى كبير ٢٥

طبرى، صاحب تفسير مجمع البيان ٢٠

طبري تاريخ ٢٩-

طبقات ابن سعد ٢٢، ٢٩، ٣٥، ٣٦-

طحاوي ٣٥، ٥٣-

ع

عائشة رضي حضرت (ام المؤمنين) ٢٤، ٢٨، ٣٤-

عامر بن سعد ٣٣-

عبادة بن الصامت ١٤، ٢٦-

عبدالله ٥٠-

عبدالله بن اوفى رضي ٣٣-

عبدالله بن الزبير ١٤-

عبدالله بن قتيبة ٣٨-

عبدالله بن حكيم ٣٤-

عبدالله بن عمر ١٤، ١٨، ٣١، ٣٢، ٣٤، ٣٥، ٥١، ٥٢-

عبدالله بن عمرو بن عاص ١٥، ١٦، ٢٣، ٣٥-

٣٣، ٣٦-

عبدالله بن محمد ٣٨، ٣٩-

عبدالله بن مسعود = ابن مسعود

عبدالله بن نافع ٢٤-

عبد الرحمن بن مسعود ٣٤-

عبد الرزاق ٣٨-

عبد الملك، خليفة ٣٩-

عبيدالله ٣٣-

عبيد الرحمن ٣٣-

عبيد بن سليمان ١٣-

عتبة بن مرقد ٣٤-

عثمان بن عفان رضي، خليفة ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧-

٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩-

عقارب بن خالد رضي ٣٥-

عراق ٢٨، ٢٩-

عروة بن زبير ٢٤، ٣٩-

عشرة معلقة ٢٦-

عقبة بن عامر بنجي ٢٤-

عك ذي خيوان ٣٩-

علي بن ابي طالب رضي، خليفة ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦-

٣٠، ٣٨-

عمارة بن غزية ٤-

عثمان ٣٤-

عمدة القاري ٣٠-

عمر، خليفة فاروق ٨، ١٣، ١٥، ١٨، ٢٥، ٢٨-

٢٩، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤-

عمر بن عبدالله بن ارقم ٣٨-

عمر بن عبدالعزيز رضي، خليفة ٣١، ٥١، ٥٢-

عمر بن عبيدالله ٣٣-

عمرو بن اوس ١٤-

عمرو بن حزم ١٩، ٣٢-

عمرو بن شعيب ٣٦-

عمير ذي مران ٣٩-

عنزة بن عبد الرحمن كوفي ٥٠-

عون المعبود ٣٣-

عينى (علامة) ٣٠-

ف

فاطمة بنت قيس رضي ٣٣-

فتح الباري ٤، ٨، ٩، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥-

٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩-

٥٢، ٢٩، ٢٨، ٢٧، ٢٦، ٢٥، ٢٤، ٢٣، ٢٢، ٢١، ٢٠، ١٩، ١٨، ١٧، ١٦، ١٥، ١٤، ١٣، ١٢، ١١، ١٠، ٩، ٨، ٧، ٦، ٥، ٤، ٣، ٢، ١

فضائل القرآن ١٢، ١١، ١٠، ٩، ٨، ٧، ٦، ٥، ٤، ٣، ٢، ١، ٢٩، ٢٨، ٢٧، ٢٦، ٢٥، ٢٤، ٢٣، ٢٢، ٢١، ٢٠، ١٩، ١٨، ١٧، ١٦، ١٥، ١٤، ١٣، ١٢، ١١، ١٠، ٩، ٨، ٧، ٦، ٥، ٤، ٣، ٢، ١

٣٣، ٣١

ق

قاموس ١٠

قيل ٢٠

قفاة ٢٣، ٢٢

قدس اجل ٢٠

قرآن مجيد ١١، ١٢، ١٣، ١٤، ١٥، ١٦، ١٧، ١٨، ١٩، ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

قرش ٣٦

قسطلاني، شرح بخاري ١٥

قيس بن ابى صعقة ٣٠

قيس بن مكن ٣٠

قيصر روم ٣٤، ٣٦

ك

كتاب الأثم، للشافعي ٢٢

كتاب التبيين في آداب القرآن ٢١

كتاب الخراج، للبخاري ٣٤، ٣٨، ٣٩، ٤٢، ٤٣

كتاب الزهد ٢٦

كتاب الصدقة ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

كتاب الفضل (في ملل والآراء والفن) ٢٩

كتاب القضايا ٢٨

كتاب المعارف ١٥، ٢٣، ٢٨

كتاب المقصر ١٣

كسر على ٣٦، ٣٤

كشف الظنون ٢٩، ٥٢

كنز العمال ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

كنوز الحقائق للنادي ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

ل

لائف آت محمد ١٠

لبيد بن ربيعة عامري ٢٦

م

مبوط سخرى ٣٥

مفجأة رن ٣٩

مجمع البحار ٤

مجمع بن جارية ٣٠

مجمع البيان، تفسير ٢٠

مجمع الزوائد ١١، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

محمد، ٣، ٤، ٥، ٦، ٧، ٨، ٩، ١٠، ١١، ١٢، ١٣، ١٤، ١٥، ١٦، ١٧، ١٨، ١٩، ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

محمد بن الحنفية ٢١

محمد بن كعب القرظي ٢٢، ٢٣

محمود بن لبيد ٣٨

مدينة طيبة ١٣، ١٤، ١٥، ١٦، ١٧، ١٨، ١٩، ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

مراكيل ابى داود ٣٨، ٣٩

برقاة، شرح مشکوة ٣٣

مروان ٢٢

مستدرك للحاكم ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

مسلم بن حارث تميمي ٣٨

مسند ابن عوانة ٥٢

مسند ابى داود طلياسي ٥٢

مسند احمد ١٣، ١٤، ١٥، ١٦، ١٧، ١٨، ١٩، ٢٠، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠

ن

- ناحية ريف طفاوى - ٢٦
 نافع ريف - ٣٨، ٢٤
 نجاشى - ٣٤، ٣٦
 نخبه - ٢٥
 نخبة حوروى - ٣٥
 نسانى، نطن - ٣٩، ٣٤ ٣٦، ٢٣، ١٥
 نطن - ٣٢
 نصب الرية - ٣٨، ٣٤
 نصر - ٣٥
 نوى، حافظ - ٢١

و

- دليل بن حجر - ٣٠
 واقوى - ٣٤
 وليم ميور، سر - ٨
 وهب بن مئنة - ٣٩

ذ

- ذبح - ٣٤
 هشام بن عبد الملك، خليفه - ٣٩
 هشام بن عروة - ٢٤
 همام بن مئنة - ٥٠
 هندوستان - ٣٤

ي

- يحيى بن آدم قرشي، محدث - ٣٩
 يمامة - ٣٠ + يمن - ٣٨، ٣٤، ٢٩

مسند دارى = دارى

- مسند شافعى - ٥٢، ٣٢
 مسكوة - ٣٢، ٣١، ٣٠، ٢٩، ٢٨، ٢٧، ٢٦، ٢٥، ٢٤، ٢٣، ٢٢، ٢١، ٢٠، ١٩، ١٨، ١٧، ١٦، ١٥، ١٤، ١٣، ١٢، ١١، ١٠، ٩، ٨، ٧، ٦، ٥، ٤، ٣، ٢، ١
 مصر - ٢٩، ٢٤
 مصنف ابن ابى شيبة - ٥٢
 مخازن جبل - ٣٨، ٢٩، ٢٣، ٢٢، ٢١
 معاوية - ٣٢، ٣٣
 معن - ٣٤
 مخازى ابن سعد - ٣٦
 مغيرة بن شعبه - ٣٣
 مفتاح الجنة لسيدى - ٣٩، ٢٢
 مفتاح السعادة - ٣١، ٢٩، ٢٣
 مكة معقلته - ٣٥، ٢٧
 مل واخل = كتاب الفضل
 منتخب كنز العمال - ٣٩، ٢٥، ٢٣، ١٩، ١٨، ١٤، ١١، ١٠، ٩، ٨، ٧، ٦، ٥، ٤، ٣، ٢، ١
 منتقى - ٣٤
 منتقى الاخبار - ٣٢
 منتقى ابن جازود - ٣٢
 منذر - ٣٤
 منهاج شيخ مسلم - ٥٣
 موطا مالك - ٥٢، ٣٢، ١٨
 موسى بن انس - ٣٥
 موسى بن طلحة - ٣٨
 ميزان اللذبهى - ٣٤

131130
 Date 9.1.595

آل انڈیا اہل حدیث ڈائرکشن

اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔

بہت سی مفید تبلیغی کتابیں شائع ہونیوالی ہیں،

کام کی اہمیت کے پیش نظر

دستِ اعانت بڑھائیے!

